تمدیح

متفرق شعرائے عظام کا نعتیہ انتخاب

دبستانِ نوابیہ عزیزیہ
پبلیکیشنز

مرتب
سید محمد نور الحسن نورؔ نوابی عزیزی

تمدیح

متفرق شعرائے عظام کا نعتیہ انتخاب

مرتب

سید محمد نور الحسن نورؔ نوابی عزیزی

جملہ حقوق بحق شاعر و ناشر محفوظ ہیں

ISBN :- 978-93-94037-39-7

نام کتاب	تمدیح
مرتب	سیّد محمد نور الحسن نور نوّابی عزیزی
تزئین کار	آصف عزیزی نوّابی 9662221959
حرف کار	وقار عزیزی نوّابی
ناشر	دبستان نوابیہ عزیزیہ پبلیکیشنز dabistanenawwabiya@gmail.com www.dabistanenawwabiya.com
صفحات	192
قیمت	Rs. 350/- (تین سو پچاس روپیے)
تعداد	500
سنِ اشاعت	نومبر (2023)

آستانۂ عالیہ نوّابیہ عزیزیہ
تقسیم کار

قاضی پور شریف، پوسٹ منڈوم ضلع فتحپور، ہسوہ، یوپی (انڈیا) پن کوڈ : 212653

برائے رابطہ :- 9415494492 - 9726880001
9426268823 - 8866222412

فہرست

1	پیش لفظ	سید محمد نورالحسن نورنوابی عزیزی	8

نعتیں

1	ہے یاد تری اپنا ہنر سید عالم	ابوالخیر کشفی	10
2	تو حرف دعا ہے مرے مولا مرے آقا	ابوالخیر کشفی	11
3	ذہن کو اپنے سجالوں تو ترا نام لکھوں	ابوالخیر کشفی	12
4	اس رحمت عالم کی عطا سب کے لیے ہے	ابوالخیر کشفی	14
5	میری پلکوں کا گھر آپ سے وابستہ ہے	ابوالخیر کشفی	15
6	ہر وقت تصور میں سرکار کا روضہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو	آفتاب کریمی	17
7	یہ چاند چہرۂ اقدس کا پھول ہو جیسے	انور سدید	18
8	نور محمدی جو ازل سے سفر میں ہے	اعجاز رحمانی	19
9	مدحت سرور کونین تو کیا لکھی ہے	اسلم فرخی	20
10	دل و نگاہ کی دنیا نئی نئی ہوئی ہے	افتخار عارف	22
11	تمام اشک دعا تھے قبول ہوتے رہے	اطہر شاہد	23
12	لا وسبحٰن الذی اسریٰ حضور	احمد حبیب قادری	24
13	جو بانٹتا ہے زمانے کو رحمتوں کے گلاب	احمد حبیب قادری	27
14	جگ مگ جگ مگ سارا زمانہ شاہِ امم کے آنے سے	احمد حبیب قادری	29
15	خدا نے قلب پر میرے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام لکھا ہے	افتخار امام صدیقی	31
16	ملے جو اذن تو رخ اپنا سوئے جادہ کریں	توصیف تبسم	32
17	جاگنا درد کا اور آنکھ کا نم ہو جانا	توصیف تبسم	33
18	یہ عالم خواب ہے کہ حالت شعور کی ہے	توصیف تبسم	34

19	اسی انساں سے مجھے بوئے وفا آتی ہے	جعفر بلوچ	35
20	زائر کوئے جناں آہستہ چل	حنیف نازش قادری	36
21	کوئی ان کے بعد نبی ہوا نہیں ان کے بعد کوئی نہیں	حنیف اسعدی	38
22	گماں تھے ایسے کہ آثار تک یقیں کے نہ تھے	حنیف اسعدی	39
23	یا رب یہ تمنّا ہے کہ نازل ہو وہ ہم پر	حنیف اسعدی	40
24	باد رحمت سنک سنک جائے	حفیظ تائب	42
25	دے تبسم کی خیرات ماحول کو، ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی	حفیظ تائب	44
26	خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گُل چیدہ	حفیظ تائب	46
27	رہی عمر بھر جو انیس جاں وہ بس آرزوئے نبی رہی	حفیظ تائب	48
28	سو بہ سو تذ کرے اے میرا مم تیرے ہیں	حفیظ تائب	49
29	دیر جتنی اشک خوں سے آنکھ تر ہونے میں ہے	حفیظ تائب	51
30	سوال؛ عبد کی معبود تک رسائی ہے؟	حزیں صدیقی	52
31	ٹھہری ہوئی آنکھوں میں جدائی کی گھڑی ہے	ریاض مجید	54
32	میرے پاس تو شاہوں جیسا بخت نہیں آقا	رئیس الدین رئیس	56
33	حلقۂ شعر و فن کی ہواؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی	ریاض حسین چودھری	57
34	اس قدر ہوش اُسے چاہنے والے رکھنا	زیب غوری	59
35	اک نظر ہو تو کیا سے کیا ہو جاؤں	سلیم کوثر	61
36	کچھ دھوپ ہے کچھ حبس کا صحرا مرے آقا	سلیم کوثر	63
37	سارے حرفوں میں اک حرف پیارا بہت اور یکتا بہت	سلیم کوثر	64
38	اے منبع الطاف و کرم سید عالم	سلیم کوثر	65
39	جب گنبد خضرا پہ ٹھہرتی ہیں یہ آنکھیں	سہیل غازی پوری	67
40	کبھی لبوں پہ مہکتا ہے وہ دعا کی طرح	سید شاکر القادری	69
41	لامکاں کی خلوتوں میں جلوہ فرما آپ ہیں	سید شاکر القادری	70

42	دیوار الگ رنگ کی در اور طرح کا	سیداعجاز حسین عاجز	72
43	مقبول ہوئے سلسلے جب میری دعا کے	سیداعجاز حسین عاجز	73
44	شاخِ امید پہ اک غنچہ تر کھل اٹھا	سیداعجاز حسین عاجز	75
45	بھرتا ہے چشم شوق میں حیرانیاں خیال	سجاد سخن	77
46	نبی کے در پہ پہنچ کے خود کو مثال کرتی ہیں میری آنکھیں	شاعر لکھنوی	78
47	کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا	صبیح رحمانی	80
48	تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک	صبیح رحمانی	81
49	ختم ہونے ہی کو ہے دربدری کا موسم	صبیح رحمانی	82
50	خواب روشن ہو گئے مہکا بصیرت کا گلاب	صبیح رحمانی	83
51	قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں	صبیح رحمانی	84
52	ہے بخشش رب ان کی عطا مانگ ارے مانگ	طلحہ رضوی برق	85
53	در سخی کا ہے بہ توسیعِ تمنا مانگو	عاصی کرنالی	87
54	ثنائے خواجہ میں اے ذہن! کوئی مضموں سوچ	عاصی کرنالی	89
55	پہنچوں درِ سرکار پہ چاہا تو یہی ہے	عاصی کرنالی	91
56	اک ذات محترم مرے دل میں مقیم ہے	عاصی کرنالی	93
57	وہ درد چاہیے مولا! کہ چارہ ساز رہے	عاصی کرنالی	95
58	یہ دین، یہ دانش کا اجالا تری رحمت	عاصی کرنالی	97
59	جھپک جھپک کے جو ذکر خیر الانام کرتی ہیں میری آنکھیں	عارف منصور	99
60	ان کا ہے ذکر جن پہ ہوئی دل کشی تمام	عارف منصور	101
61	سبھی کچھ پہلے اس اعلیٰ نسب کی نذر کرنا ہے	عارف منصور	103
62	جو بھی سورج، چاند، ستارہ، خوشبو، بادِ بہاری ہے	عرفان صدیقی	104
63	سخن میں موسم گل ان کے نام سے آئے	عرفان صدیقی	105
64	نبضِ عالم میں رواں تیری حرارت ہی تو ہے	عرفان صدیقی	107

65	تڑپ تو رکھتا ہوں زادِ سفر نہیں رکھتا	عزیز احسن	108
66	ہم رکھتے ہیں صرف اتنا نشاں فقیر لوگ	عقیل عباس جعفری	109
67	پستی سے، گرتوں کو اٹھانے والا تو	فضا ابن فیضی	110
68	گلبن عشق و خیابان وفا سرسبز ہے	فضا ابن فیضی	112
69	گزرے چودہ سو برس، نقش ونشاں محفوظ ہے	فضا ابن فیضی	114
70	کوئی بھی نقش ہنر اس قدر نہ تھا روشن	فضا ابن فیضی	116
71	دھول ہو جانے کی خاطر دل مرا آنکھیں مری	قمر وارثی	117
72	خاک کوئے شہ کونین کے صدقے جھرے	قمر وارثی	119
73	قطرہ ہوں سمندر کی طرف دیکھ رہا ہوں	قمر وارثی	121
74	رکھتا ہے کیف و راحتِ فکر ونظر سے کام	قمر وارثی	123
75	خاک در سرکار میں اپنا اوج مقدر ڈھونڈ لیا	قاسم جیبی برکاتی	124
76	جب در آقا پہ میں نے اپنا شہپر رکھ دیا	قاسم جیبی برکاتی	126
77	ہر اک نظر میں کیا جس نے معتبر مجھ کو	قاسم جیبی برکاتی	128
78	نور سرا پا ڈالی ڈالی روشن پتہ پتہ ہے	قاسم جیبی برکاتی	130
79	ان کے گھر کا دانہ دانہ کتنا اچھا ہے	قاسم جیبی برکاتی	132
80	مر کے اپنی ہی اداؤں پہ اَمر ہو جاؤں	مظفر وارثی	135
81	قدم قدم پہ خدا کی مدد پہنچتی ہے	مظفر وارثی	137
82	وجود چاہے فرشتو عدم میں رکھ دینا	مظفر وارثی	139
83	پکار مجھ کو نہ دنیا، چلا ہوں سوئے رسول	مظفر وارثی	140
84	نبی کا نام جب میرے لبوں پر رقص کرتا ہے	مظفر وارثی	142
85	کبھی جو اس میں رسول کا نقشِ پا ملا ہے	محسن نقوی	143
86	یہ معجزۂ نعتِ رسولِ مدنی ہے	محسن نقوی	146
87	سکوت حرف کو اذن بیان دیتا ہے	محسن نقوی	148

88	دائم دل ونظر پہ نزولِ سکینہ ہے	معین نظامی	151
89	دیارِ شوق میں آیا ہوا تھا دُور سے مَیں	معین نظامی	152
90	کُن کی فضا میں پہلی نوا بھی ان کی ہے	محمد احمد رمز	154
91	آپ کے در کی گدا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا	محمد فیروز شاہ	155
92	آ کے طیبہ سے طلب اور ہے تشنہ تشنہ	محشر بدایونی	156
93	ذوقِ یقیں سے سرورِ دیں کو پکار دیکھ	محمد اکرم رضا	157
94	دے کر نبی کی نعت کا ذوقِ بیاں مجھے	نور احمد قادری	158
95	ڈرا سکا نہ کوئی حادثہ ذرا مجھ کو	نشتر اکبر آبادی	159
96	فضائے جاں میں ہے جو اجالا حضور کا ہے	نصیر سراجی	160
97	تابانیِ جمالِ نبی کچھ نہ پوچھیے	نصیر سراجی	163
98	نگہِ سیدِ سادات ہوئی نعت ہوئی	نصیر سراجی	167
99	چلا ہوں سوئے لحد لے کے آرزوئے رسول	نصیر سراجی	170
100	کیسے لب کھولوں امام الفصحا کے آگے	نصیر سراجی	172
101	فلک کو میزبانی کی اجازت جب ملی ہوگی	وسیم بریلوی	174
102	یہ مہر و ماہ یہ لیل و نہار ان کے ہیں	وقار طاہری برکاتی	175
103	کیا بات ہے یادِ مصطفیٰ میں	وقار طاہری برکاتی	176
104	یہ درِ عقدہ کشا ہے یہاں ایسا تو نہیں	ہلال جعفری	177
105	جس پہ آقا کا نقش پا ہوتا	یاور وارثی عزیزی نوّابی	179
106	جلتے سورج کو بجھا سکتا ہے جگنو ان کا	یاور وارثی عزیزی نوّابی	181
107	کُھلتے رستے جنگل صحرا جو ہے سب کچھ ان کا ہے	یاور وارثی عزیزی نوّابی	183
108	رہا ہمیشہ یہ بندہ ترا مرے حق میں	یاور وارثی عزیزی نوّابی	185
109	چمک رہا ہے مرے دل کا آئنہ کیسا	یاور وارثی عزیزی نوّابی	187
110	مصطفیٰ پر ہیں فدا سب خشک و تر؟ ہاں اور کیا	یاور وارثی عزیزی نوّابی	189

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نعتیہ انتخاب تمدیح آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بہت دنوں سے یہ خواہش تھی کہ اس نوع کی کتاب ہدیۂ ناظرین کروں لیکن کبھی کم فرصتی اور کبھی خرابیِ صحت آڑے آتی رہی اور یہ نعتیہ خدمت ملتوی ہوتی رہی۔ ویسے بھی ہر کام کا وقت معیّن ہوتا ہے۔ ارادہ تو تھا کہ ایک نعتیہ انتخاب اپنی پہلی کتاب شایع ہونے سے قبل ہی چھپوا دوں گا لیکن تقدیر کا فیصلہ میرے حق میں کچھ اور تھا سو اس کے آگے سرِ تسلیم خم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ میں ایک تسلسل سے اپنے شعری مجموعے طبع کرواتا رہا۔ جنہیں اچھی خاصی مقبولیت بھی حاصل ہوئی۔ کئی مجموعے تو اب بھی منتظرِ اشاعت ہیں لیکن اس مرتبہ میں نے اس کام کو ترجیح دی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس دور میں معاصر اور ماضی قریب کے شعرا کی نعتیں تو کیا غزلوں کے انتخابات کا بھی کال پڑ رہا ہے۔ کبھی ضخیم انتخابات شایع ہوتے تھے اور لوگ اب چھوٹے موٹے گلدستے تک نہیں چھپواتے۔ اس دل چسپ روایت کے زوال کے اسباب کیا ہیں اس حوالے سے پھر کبھی سیر حاصل بحث کی جائے گی۔ اس نعتیہ انتخاب کی اشاعت پھر ملتوی ہو جاتی اگر میرے اندر کے نعت نگار نے مجھے اس کام پر نہ ابھارا ہوتا۔ ہوا یوں کہ چند روز قبل میں عارفانہ غزلیں یکجا کر رہا تھا اور جلد ہی انہیں شایع کرنے کا بھی ارادہ تھا کہ کسی نے میرے کان میں چپکے سے کہا کہ میاں نور الحسن! تمہاری پہلی شناخت شعر و ادب کی دنیا میں نعت گو کی حیثیت سے ہے لہٰذا اس شناخت کا بھرم قائم رکھو اور پہلے اپنے شیخ کامل کو راضی کرو۔ تم ایک عاشقِ نعت کے حلقہ بگوش ہو۔ بھول گئے تم نے کہا تھا؟

آتی ہے کوئے جاں سے مسلسل یہی صدا
اے نور نعتِ سرورِ عالم سنا مجھے

چناں چہ اس بار میرے نہ سہی دیگر شعرا کے اشعار سن لیجیے۔ اور یہ اشعار بھی تو میرے ہی ہیں۔ الفاظ، لب ولہجہ، پیرایۂ اظہار جداگانہ ہے لیکن ہماری مخاطب ایک ہی ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہماری التجائیں ایک ہیں اور ہماری طلب بھی ایک ہی ہے۔ ہم سب اس در کرم پر پہنچ کر اپنے دل کا گلاب آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نثار کرنا چاہتے ہیں۔ خواہش دیدِ مدینہ کا حاصل اور سرانجام یہ نہیں تو اور کیا ہے؟ المختصر "تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے" کے بہ مصداق نعت نگاروں میں دوئی اور غیریت کا تصور محال ہے۔ یہ باتیں اگر خاص تصوفانہ خیالات سے متعلق معلوم ہوتی ہوں تو اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اگر ہر اچھا شعر میر یا غالب کا شعر ہوسکتا ہے تو ہر نعت کا شعر میرا کیوں نہیں ہوسکتا۔ غم نہ کیجیے یہ محض سخن گسترانہ باتیں ہیں۔ اس کتاب میں شامل کسی بھی نعت پر میں قابض ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ میں نے اس کتاب میں کسی بھی شاعر کے ساتھ بالعمد کوئی ترجیحی سلوک نہیں کیا ہے۔ جس قدر نعتیں میری بیاض میں لکھی ہوئی تھیں میں انہیں چند نعتوں کے اضافے کے ساتھ شایع کر رہا ہوں۔ بہ استثنائے جناب یاور میں نے سلسلۂ نوابیہ عزیزیہ سے منسلک شعرا کی نعتوں کو اس کتاب میں درج نہیں کیا۔ ان کے لیے "مژدۂ رحمت" (سلسلۂ نوابیہ عزیزیہ کے چند شعرا کا نعتیہ انتخاب) جیسی دوسری کتاب مختص کی جائے گی۔

۱۱۰ نعتیں منتخب کرنے کا سبب اہل ولا سے مخفی نہ رہے گا۔ تاہم عوام کے لیے وضاحت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ کے نام پاک کے اعداد ۱۱۰ ہیں۔ ہم مولائے کائنات ہی کے وسیلے سے بارگاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ نذرانۂ تمدیح پیش کر رہے ہیں اس یقین کے ساتھ کہ ہمیں خُمِ تنعیت سے مزید سرشار کیا جائے گا۔

سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی

ابوالخیر کشفی (کراچی)

ہے یاد تری اپنا ہنر سید عالم
اور اشک جگرتاب گہر سید عالم

امکان مرے تیری نبوت کا ثمر ہیں
تو مطلع امکان سحر سید عالم

آدم ترے انوار کا اعلان جلی ہے
آفاق میں تو بانگ سحر سید عالم

عثمان و ابو بکر و علی کی تجھے سوگند
مل جائے مجھے میری خبر سید عالم

تابندہ و بے باک کرے میرے جنوں کو
فاروق معظم کی نظر سید عالم

کشفی کے لبوں پر ہے حدیث شب اسریٰ
اس پر ہو عنایت کی نظر سید عالم

ابوالخیر کشفی (کراچی)

تو حرف دعا ہے مرے مولا مرے آقا
رحمت کی نوا ہے مرے مولا مرے آقا

گرداب بلا میں ہے ترا نام سفینہ
تو موج کشا ہے مرے مولا مرے آقا

اس حد مکانی سے گزر کر ترا نغمہ
میں نے بھی سنا ہے مرے مولا مرے آقا

بکھرے ہوئے لمحوں میں سلامت ہیں دل و جاں
یہ تیری عطا ہے مرے مولا مرے آقا

تسکین دل و جاں کی ہر اک صورتِ مطلوب
طیبہ کی ہوا ہے مرے مولا مرے آقا

وہ گنبد خضرا کے قریں طائر تنہا
کشفی کی نوا ہے مرے مولا مرے آقا

ابوالخیر کشفی (کراچی)

ذہن کو اپنے سجالوں تو ترا نام لکھوں
اپنے لمحوں کو اجالوں تو ترا نام لکھوں

شہر طیبہ میں گزاری ہوئی ہر ساعت کی
یاد کو دل میں بسالوں تو ترا نام لکھوں

گنبد سبز کے سائے میں وہ صدیوں کا خرام
اس کی تصویر بنالوں تو ترا نام لکھوں

روضۂ پاک کے نظارے کو نغمہ کی طرح
روح کے ساز پہ گالوں تو ترا نام لکھوں

میرے مولا! تری کملی سے ابھرتا سورج
اس کو آئینہ بنالوں تو ترا نام لکھوں

حضرت سید اکبر کی وفا کا نغمہ
آج دنیا کو سنالوں تو ترا نام لکھوں

صاحب عدل کہ فاروق بنایا حق نے
ان کو الفاظ میں ڈھالوں تو ترا نام لکھوں

جامع حرف الٰہی یہ درود اور سلام
اپنے اشکوں کو سنبھالوں تو ترا نام لکھوں

تیری برکت سے منور ہوئیں جس کی آنکھیں
اس کے لہجے کو نبھالوں تو ترا نام لکھوں

خواجۂ وسعت افلاک و زمیں تجھ پہ سلام
تیری لو دل میں بڑھا لوں تو ترا نام لکھوں

ابوالخیر کشفی (کراچی)

اس رحمت عالم کی عطا سب کے لیے ہے
سرکار کی شفقت کی ردا سب کے لیے ہے

بوبکر سے سلمان و اویس قرنی تک
الطاف کی رحمت کی گھٹا سب کے لیے ہے

اک عاشق نادیدہ سے ہم ہجر زدوں تک
اس چہرۂ اقدس کی ضیا سب کے لیے ہے

اس روضۂ اطہر سے ابھرتا ہوا سورج
مانند نشانات حرا سب کے لیے ہے

تاریخ کے ایواں میں اجالا ہوا جس سے
وہ زندہ و پائندہ نوا سب کے لیے ہے

ہاں مشرق و مغرب کا تفاوت نہیں کشفی
دامان رسالت کی ہوا سب کے لیے ہے

ابوالخیر کشفی (کراچی)

میری پلکوں کا گہر آپ سے وابستہ ہے
میرا ہر تار نظر آپ سے وابستہ ہے

وقت کے جبر سے بالا ہوں رسول اکرم
میری ہر شام و سحر آپ سے وابستہ ہے

تاج کسریٰ کو سر راہ کچل ڈالا تھا
فقر مومن کا شرر آپ سے وابستہ ہے

یہ زر و مال جہاں میرا حوالہ ہی نہیں
میرا انداز نظر آپ سے وابستہ ہے

آپ نے اتنا دیا خواہش دنیا نہ رہی
بے نیازی کا ہنر آپ سے وابستہ ہے

سارے اصنام و روایات کا جادو ٹوٹا
حسن تقدیر بشر آپ سے وابستہ ہے

کار امروز ہو یا کار قیامت آقا
آج کی کل کی خبر آپ سے وابستہ ہے

اپنے کشفی پہ نظر سید و آقائے جہاں
ان دعاؤں کا اثر آپ سے وابستہ ہے

آفتاب کریمی (کراچی)

ہر وقت تصور میں سرکار کا روضہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو
اور ورد رہے جاری جو صل علیٰ کا ہو اے کاش کہ ایسا ہو

مر جاؤں میں طیبہ میں طیبہ ہی میں مدفن ہو اور ایسی جگہ پر ہو
جس جا مرے آقا کا اک نقش کف پا ہو اے کاش کہ ایسا ہو

سرکار کی چاہت کا دعویٰ جو کیا میں نے سرکار کی نعتوں میں
دنیا میں رہے سچا محشر میں بھی سچا ہو اے کاش کہ ایسا ہو

پا لیں گے یقیناً ہم اک روز بصیرت بھی دیدار کی نعمت بھی
سرمہ مری آنکھوں کا بس خاک مدینہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو

دنیا میں نہیں کوئی اک جائے سکوں ایسی سرکار کے روضے سی
سرکار کے قدموں میں اب میرا ٹھکانہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو

دیدار کریمی کو آقا نے کرایا ہے شوق اور بڑھایا ہے
اب شوق کی خواہش ہے دیدار ہمیشہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو

انور سدید (لاہور)

یہ چاند چہرۂ اقدس کا پھول ہو جیسے
یہ کہکشاں ترے قدموں کی دھول ہو جیسے

یہ کیفیت تھی رسالت مآب سے پہلے
بشر کے ساتھ زمیں بھی ملول ہو جیسے

زباں پہ ذکر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہو آنکھ پر نم ہو
تو یوں لگے گا کہ دنیا فضول ہو جیسے

طمانیت مرے دل کو ہوئی نصیب تو یوں
کہ سر پہ میرے بھی دست رسول ہو جیسے

یہ نعت لکھی ہے انور سدید یوں میں نے
کہ میرے سامنے میرا رسول ہو جیسے

اعجاز رحمانی (کراچی)

نور محمدی جو ازل سے سفر میں ہے
یہ ساری کائنات اسی کے اثر میں ہے

اک روشنی سمائی ہوئی بام و در میں ہے
جس دن سے ذکر صل علیٰ میرے گھر میں ہے

یہ بھی ہے ایک پیروی مصطفیٰ کا رخ
مصروف آدمی جو خلا کے سفر میں ہے

وہ جس پہ ثبت نقش قدم ہیں رسول کے
انسان کامیاب اسی رہ گذر میں ہے

سائے میں جس کے خون کے پیاسے بھی سو گئے
رحمت کا وہ شجر بھی ہماری نظر میں ہے

چلتا ہے جو بھی نقش قدم پر رسول کے
اس آدمی کے ساتھ اجالا سفر میں ہے

اعجاز ایک یہ بھی کرم ہے حضور کا
سایہ جو زندگی کے گھنے ہر شجر میں ہے

اسلم فرخی (کراچی)

مدحت سرور کونین تو کیا لکھی ہے
میں نے اپنے لیے بخشش کی دعا لکھی ہے

آپ کے حسن سخاوت سے حوالہ پا کر
سرنوشت کرم و جود و سخا لکھی ہے

شب معراج کے دامن پہ بہ قاب قوسین
عظمت سلسلۂ مہر و وفا لکھی ہے

قامت ناز سے وہ نجم کے آثار عیاں
رخ پر نور پہ تحریرِ حیا لکھی ہے

ورق جاں ہے ترے نور صفا سے روشن
صفحۂ دل پہ ہر اک تیری ادا لکھی ہے

مجھ کو شکوہ نہیں ماحول کی سفاکی سے
میرے حق میں تو مدینے کی فضا لکھی ہے

میرے آقا نے شکیبائی لایحزن سے
اضطراب دل محزوں کی دوا لکھی ہے

بدر شاہد ہے کہ اک بے سر و ساماں نے یہاں
سر و سامان دو عالم کی دعا لکھی ہے

ہو گئی مجھ پہ حرام آتش دوزخ اسلم
میں نے سرکار دو عالم کی ثنا لکھی ہے

افتخار عارف (اسلام آباد)

دل و نگاہ کی دنیا نئی نئی ہوئی ہے
درود پڑھتے ہی یہ کیسی روشنی ہوئی ہے

میں بس یونہی تو نہیں آگیا ہوں محفل میں
کہیں سے اذن ملا ہے تو حاضری ہوئی ہے

جہانِ کن سے ادھر کیا تھا، کون جانتا ہے
مگر وہ نور کہ جس سے یہ زندگی ہوئی ہے

ہزار شکر غلامانِ شاہ بطحا میں
شروع دن سے مری حاضری لگی ہوئی ہے

بہم تھے دامنِ رحمت سے جب تو چین سے تھے
جدا ہوئے ہیں تو اب جان پر بنی ہوئی ہے

یہ سر اٹھائے جو میں جا رہا ہوں جانبِ خلد
مرے لیے مرے آقا نے بات کی ہوئی ہے

مجھے یقیں ہے وہ آئیں گے وقتِ آخر بھی
میں کہہ سکوں گا زیارت ابھی ابھی ہوئی ہے

اطہر شاہد (کراچی)

تمام اشک دعا تھے قبول ہوتے رہے
درود پڑھتا رہا زخم پھول ہوتے رہے

فدائے شیوۂ رحمت کہ تیرہ بختوں کے
دلوں کو نور کے تحفے وصول ہوتے رہے

غلام گزریں گے کتنے کٹھن مراحل سے
یہ سوچ کر مرے آقا ملول ہوتے رہے

ہر ایک راہ کو بخشا مزاج کاہکشاں
ستارے آپ کے قدموں کی دھول ہوتے رہے

گلیم پوش غلامانِ مصطفیٰ کے طفیل
شہنشہی کے مرتب اصول ہوتے رہے

مرے ہنر کی ہے معراج بے گماں شاہد
مری ثنا کے شگوفے قبول ہوتے رہے

احمد حبیب قادری (الہٰ آباد)

لا و سبحٰن الذی اسریٰ حضور
آپ ہیں معراج کے دولہا حضور

کیوں نہ ہو جائے وہ دیوانہ حضور
دیکھ لے جو آپ کا جلوہ حضور

کون جانے کیا ہوئیں باتیں وہاں
کون سمجھے راز ما اوحیٰ حضور

آپ جیسا با خدا کوئی نہیں
مہ رخ و مہ وش نہ مہ پارہ حضور

آپ کے در کے فقیروں میں ہیں سب
تاجدار و منعم و داتا حضور

آپ کی شاہانہ سطوت دیکھ کر
کانپتے ہیں قیصر و کسریٰ حضور

آپ کی اُلفت ہے مقصودِ حیات
ہے یہی بخشش کا سرمایہ حضور

آپ کی عظمت پہ کتنے خوش نصیب
دے گئے جانوں کا نذرانہ حضور

ما ورائے حد ہے بخشش آپ کی
ہے بہت چھوٹا مرا کاسہ حضور

فرقت طیبہ ہے وجہِ اضطراب
تشنگی ہو چاہیے دریا حضور

اس لیے رہتا ہوں مصروفِ ثنا
فکر ہو جائے نہ آوارہ حضور

کب میسر ہوگی طیبہ کی بہار
پوچھتا ہے درد بے چارہ حضور

"یا رسول اللہ انظر حالنا"
کہہ رہے ہیں آپ کے شیدا حضور

"یا حبیب اللہ اسمع قالنا"
بے کسوں کی کون ہے سنتا حضور

"اننی فی بحر ھم مغرق"
ہے بہت دشوار اب بچنا حضور

"خذ یدی سھل لنا اشکالنا"
پار ہو جائے مرا بیڑا حضور

ایک دریوزہ گر در ہے حبیب
دیجیے حسنین کا صدقہ حضور

احمد حبیب قادری (الہٰ آباد)

جو بانٹتا ہے زمانے کو رحمتوں کے گلاب
اسی شجر نے کھلائے ہدایتوں کے گلاب

خدا گواہ علی فاطمہ حسین و حسن
نجابتوں کے ہیں چشمے طہارتوں کے گلاب

کرم تو یہ ہے کہ ہم جیسے مجرموں کے لیے
لب کریم پہ ہوں گے شفاعتوں کے گلاب

سخن وران عرب سامنے ہیں قفل بہ لب
لب نبی پہ کھلے جب فصاحتوں کے گلاب

ہے لفظ لفظ میں حسنِ کلام کی خوشبو
ہیں غنچۂ لب اقدس پہ حکمتوں کے گلاب

درِ حبیب ہے بٹتی ہے دولتِ کونین
یہیں تو کھلتے ہیں لوگوں کی قسمتوں کے گلاب

یہ آرزو ہے کروں عمر بھر ثنائے رسول
قلم سجاتا رہے ان کی مدحتوں کے گلاب

سجا کے دیکھ لے ذکرِ رسول کی محفل
کھلیں گے تیرے بھی آنگن میں برکتوں کے گلاب

درِ نبی کے قلندر ہیں ان کا کیا کہنا
کفن ہو میلا نہ مرجائیں تربتوں کے گلاب

یہ کربلا ہی بتائے گی دن وہ کیسا تھا
جب اس کی ریت پہ بکھرے تھے جنتوں کے گلاب

گدا گر در سلطان بحر و بر ہوں میں
ہیں میرے دامن قسمت میں نعمتوں کے گلاب

حبیب بس وہیں تقدیر مسکرائے گی
چلو مدینہ کھل اُٹھیں گے حسرتوں کے گلاب

احمد حبیب قادری (الٰہ آباد)

جگ مگ جگ مگ سارا زمانہ شاہِ امم کے آنے سے
گلشن گلشن بن بن مہکا شاہ امم کے آنے سے

خوشبو خوشبو ساری ہوائیں ساری فضائیں نورانی
سب نے دیکھا نور کا تڑکا شاہ امم کے آنے سے

اُجڑے اُجڑے باغِ زمیں کی قسمت کیسی جاگی ہے
منظر منظر خلد سراپا شاہ امم کے آنے سے

مفلس مفلس بے کس بے کس مظلوم و رنجور و یتیم
مل گیا سب کو چین سے جینا شاہ امم کے آنے سے

کوئی بیٹی تُربت میں اب زندہ نہ ڈالی جائے گی
ہوگی نہ کوئی بیوہ رسوا شاہ امم کے آنے سے

کفر و شرک الحاد و جہالت سب کے سب ہیں دہشت میں
کانپ رہی ہے ظلم کی دنیا شاہ امم کے آنے سے

حور و ملک فردوس بریں سے خانۂ شیبہ اُترے ہیں
فرش پہ دیکھو عرش کا جلوہ شاہ امم کے آنے سے

لات و منات و ہبل عزیٰ کے سر پہ قیامت ٹوٹ پڑی
جُھوم رہا ہے خانۂ کعبہ شاہ امم کے آنے سے

یہ تھی پائے ناز کی برکت جلد ہی ساری دُنیا میں
بجنے لگا اسلام کا ڈنکا شاہ امم کے آنے سے

ہر سو نغمۂ صل علیٰ کی گونج سنائی دیتی تھی
ابر کرم کیا جُھوم کے برسا شاہ امم کے آنے سے

انوار و الطاف کے بادل دیکھ لو کیسے برسے ہیں
جل تھل ہو گئے تپتے صحرا شاہ امم کے آنے سے

ماہِ ربیعُ الاوّل تونے کیسی قسمت پائی ہے
ہو گیا تو ہر ماہ سے پیارا شاہ امم کے آنے سے

افتخار امام صدیقی (ممبئی)

خدا نے قلب پر میرے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام لکھا ہے
مجھے دنیا عطا کر کے، فلک انعام لکھا ہے

دعاؤں میں وہی اول وہی آخر دعاؤں میں
اسی کے نام کی خوشبو کو دل آرام لکھا ہے

بس اک دیدار کی خواہش، مری سانسوں میں زندہ ہے
اسی کو صبح سوچا ہے، اسی کو شام لکھا ہے

خدا کے عشق کی شدت، درود پاک کی صورت
وہ خالق ہے، مگر اس نے بھی اپنا کام لکھا ہے

مجھے اپنے گناہوں پر جہنم کی سزا ممکن
مگر ان کی شفاعت کو سفر انجام لکھا ہے

توصیف تبسم (اسلام آباد)

ملے جو اذن تو رخ اپنا سوئے جادہ کریں
دیارِ نور تری خاک کو لبادہ کریں

وہی طلب کریں اُس سے جو ہو رضا اُس کی
کتابِ زیست میں سادہ ورق زیادہ کریں

وہ سامنے نظر آنے لگا، دیارِ حبیب
سواری ترک کریں، خود کو پا پیادہ کریں

کرم یہ کم تو نہیں ، ہم تری نگاہ میں ہیں
نظر اٹھائیں نہ دستِ طلب کشادہ کریں

یہی مقامِ حرا ہے، یہیں رکیں زائر
یہیں چراغ رکھیں، روشنی زیادہ کریں

سخن سرائی میں ہر دم یہ فکر ہے، توصیف!
اس آبِ سادہ کو کیسے حریفِ بادہ کریں

توصیف تبسم (اسلام آباد)

جاگنا درد کا اور آنکھ کا نم ہو جانا
اک کرم ہے، دل و دیدہ کا بہم ہو جانا

سجدۂ شوق جہاں عمر کا حاصل ٹھہرے
چشم کو چاہیے واں نقش قدم ہو جانا

منتظر ساحلِ جاں کب سے ہے سیرابی کا
موج خوش آب، ادھر بھی کوئی دم ہو جانا

نور میں ڈوبتے جاتے ہیں دلوں کے در و بام
پرتو ماہ سے سینے کا حرم ہو جانا

دل کو داتا سے تعلق ہے تو ممکن ہی نہیں
بخشش خاص کا اُمید سے کم ہو جانا

توصیف تبسم (اسلام آباد)

یہ عالمِ خواب ہے کہ حالت شعور کی ہے
عجب شجر ہے کہ جس کی ہر شاخ نور کی ہے

زمین ثابت قدم ہے اور آسمان روشن
گزر رہی ہے ابھی جو ساعت ظہور کی ہے

یہ دل کی دھڑکن بھی جیسے لبیک کی صدا ہو
مسلسل آواز سن رہا ہوں جو دور کی ہے

گل و ستارہ سبھی ہیں رحمت کے دائرے میں
اُنہی سے قائم یہ انجمن رنگ و نور کی ہے

وہ یاد آئے تو پھر حرا بن گیا ہے سینہ
ملی ہے پھر دل کو وہ تجلی جو طور کی ہے

اگر ہے لفظوں میں کچھ اثر تو عطا ہے اُن کی
جو دل بہ دل بانٹتا ہوں دولت حضور کی ہے

جعفر بلوچ (لاہور)

اسی انساں سے مجھے بوئے وفا آتی ہے
خوش جسے طاعت محبوب خدا آتی ہے

دوستو! جشن تعیش میں نہ لے جاؤ مجھے
مجھ کو فقر شہ والا سے حیا آتی ہے

سفر راہِ شریعت نہیں آساں اس میں
منزل جاں شکن کرب و بلا آتی ہے

نکہت و رنگ امڈ پڑتے ہیں صحن دل میں
جب مدینے سے کوئی موج صبا آتی ہے

سایۂ رحمت عالم میں رہے میرا وطن
میرے ہونٹوں پہ یہ رہ رہ کے دعا آتی ہے

جعفر اسلام کے ہر قریۂ روشن سے مجھے
طلع البدر علینا کی صدا آتی ہے

حنیف نازش قادری (اسلام آباد)

زائر کوئے جناں آہستہ چل
دیکھ! آیا ہے کہاں آہستہ چل

جیسے جی چاہے جہاں میں گھوم پھر
یہ مدینہ ہے، یہاں آہستہ چل

نقش پائے سرور کونین کی
ہر طرف ہے کہکشاں آہستہ چل

بارگاہ ناز میں آہستہ بول
ہو نہ سب کچھ رائیگاں آہستہ چل

حاضری میں ہیں ملک ستر ہزار
قدسیوں کے درمیاں آہستہ چل

در پہ آیا ہوں بڑی مدت کے بعد
اے مری عمر رواں آہستہ چل

دیکھ لوں جی بھر کے شہر مصطفےٰ
میرے میر کارواں آہستہ چل

جالیوں کے سامنے جلدی نہ کر
وہ ہیں نازش مہرباں آہستہ چل

حنیف اسعدی (کراچی)

کوئی ان کے بعد نبی ہوا، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

کوئی ایسی ذات ہمہ صفت، کوئی ایسا نورِ ہمہ جہت
کوئی مصطفیٰ، کوئی مجتبیٰ، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

بہ جز ان کے رحمت ہر زماں، کوئی اور ہو تو بتائیے
نہیں ان سے پہلے کوئی نہ تھا، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

کسی ایسی ذات کا نام لو جو امیں بھی ہو جو اماں بھی ہو
یہ مرے یقیں کا ہے فیصلہ، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

یہ نگار خانۂ روز و شب، اسی مبتدا کی خبر ہے سب
مگر ایسا جلوۂ حق نما، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہ گاروں کا آسرا
تو رُواں رُواں یہ پکار اٹھا، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

وہ قدم اٹھے تو بہ یک قدم ہمہ کائنات تھی زیر پا
یہ بلندیاں کوئی چھو سکا، نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

حنیف اسعدی (کراچی)

گماں تھے ایسے کہ آثار تک یقیں کے نہ تھے
حضور آپ نہ ہوتے تو ہم کہیں کے نہ تھے

زمین، خاکِ مدینہ پہ ناز کرتی ہے
نصیب ایسے کسی اور سرزمیں کے نہ تھے

کوئی نبی نہیں میرے نبی کا ہم پایہ
تمام عہد کسی عہد آفریں کے نہ تھے

کیا ہے آپ نے ایسے بتوں کو بھی پامال
جو نیتوں میں چھپے تھے، جو آستیں کے نہ تھے

ملے ہیں آپ کے در سے خدا پرستوں کو
کچھ ایسے سجدے بھی جو بخت میں جبیں کے نہ تھے

خدا سے بندے کا رشتہ ہے پیروی ان کی
جو اس حصار سے نکلے وہ پھر کہیں کے نہ تھے

حنیف قیصر و کسریٰ کی تمکنت ہے گواہ
غلام ایسے کسی بوریا نشیں کے نہ تھے

حنیف اسعدی (کراچی)

یا رب یہ تمنّا ہے کہ نازل ہو وہ ہم پر
جو نعت ابھی قرض ہے قرطاس و قلم پر

وہ نام مرے وردِ زباں تھا کہ نظر آئے
انوار مدینہ بھی در و بام حرم پر

وہ نور جبیں، سارے زمانوں کا اجالا
وہ نقش قدم، سایہ فگن ہست و عدم پر

طے ہوتی گئی منزل اسریٰ کی مسافت
کُھلتے گئے اسرار سفر شاہِ اُمَم پر

جو کچھ بھی ملا بخش دیا خلق خدا کو
حیراں ہے سخاوت بھی اس انداز کرم پر

کیا شان ہے اے صل علیٰ ابر کرم کی
اٹھتا ہے عرب سے تو برستا ہے عجم پر

توفیق ہے دشوار شریعت نہیں دشوار
قدموں کے نشاں ملتے ہیں ایک ایک قدم پر

آقا مری غفلت کو کرم کی ہے ضرورت
اعمال تو ایسے نہیں، تکیہ ہے کرم پر

حفیظ تائب (لاہور)

باد رحمت سنک سنک جائے
وادیِ جاں مہک مہک جائے

جب چھڑے بات نطق حضرت کی
غنچۂ فن چٹک چٹک جائے

ماہ طیبہ کا جب خیال آئے
شب ہجراں چمک چمک جائے

جب سمائے نظر میں وہ پیکر
ذہن میرا دمک دمک جائے

فیض چشم حضور کیا کہنا
ساغر دل چھلک چھلک جائے

نام پاک ان کا ہو لبوں سے ادا
شہد گویا ٹپک ٹپک جائے

ارض دل سے اٹھے نوائے درود
گونج اس کی فلک فلک جائے

رہ نما گر نہ ہو وہ سیرت پاک
ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے

چشم سرکار گر نہ ہو نگراں
نسل آدم بہک بہک جائے

کون وہ فرد ہے کہ جس کے لیے
دل فطرت دھڑک دھڑک جائے

مطلع کائنات پر تائب
نور کس کا جھلک جھلک جائے

حفیظ تائب (لاہور)

دے تبسم کی خیرات ماحول کو، ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی
ایک شیریں جھلک، ایک نوریں ڈلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی

اے نوید مسیحا! تری قوم کا حال عیسیٰ کی بھیڑوں سے ابتر ہوا
اس کے کم زور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبی

کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے، تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دِکھائیں گے کیسے تجھے، ہم سے ناکردہ کار امّتی یا نبی

دشمنِ جاں ہوا میرا اپنا لہو، میرے اندر عدو، میرے باہر عدو
ماجرائے تحیّر ہے پُر سیدنی، صورتِ حال ہے دیدنی یا نبی

روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے
گلشنوں، شہروں، قریوں پہ ہے پرفشاں ایک گھمبیر افسردگی یا نبی

سچ مرے دَور میں جرم ہے، عیب ہے، جھوٹ فنّ عظیم آج لاریب ہے
ایک اعزاز ہے جہل و بے رہ روی ،ایک آزار ہے آگہی یانبی

راز داں اس جہاں میں بناؤں کسے، روح کے زخم جا کر دِکھاؤں کسے
غیر کے سامنے کیوں تماشا بنوں، کیوں کروں دوستوں کو دُکھی یانبی

زیست کے تپتے صحرا پہ شاہِ عرب! تیرے اکرام کا ابر برسے گا کب؟
کب ہری ہوگی شاخِ تمنا مری،کب مٹے گی مری تشنگی یانبی

یانبی!اب تو آشوبِ حالات نے تیری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیے
دیکھ لے ،تیرے تائب کی نغمہ گری، بنتی جاتی ہے نوحہ گری یانبی

حفیظ تائب (لاہور)

خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گُل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ

سیرت ہے تری جوہرِ آئینۂ تہذیب
روشن ترے جلوؤں سے جہانِ دل و دیدہ

ہے طالب الطاف مرا حالِ پریشاں
محتاجِ توجہ ہے مرا رنگ پریدہ

مضمر تری تقلید میں ہے عالم کی بھلائی
میرا یہی ایماں ہے ، یہی میرا عقیدہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں ترے در پہ بہ دامانِ دریدہ

تو روحِ زمن، رنگِ چمن، ابرِ بہاراں
تو حسنِ سخن ، شانِ ادب، جانِ قصیدہ

اے رحمتِ عالم تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلبِ تپیدہ

اے ہادیٔ برحق تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ

یوں دور ہوں تائب میں حریمِ نبوی سے
صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخِ بریدہ

حفیظ تائب (لاہور)

رہی عمر بھر جو انیسِ جاں وہ بس آرزوئے نبی رہی
کبھی اشک بن کے رواں ہوئی کبھی درد بن کے دبی رہی

شہِ دیں کی فکر و نگاہ سے مٹے نسل و رنگ کے تفرقے
نہ رہا تفاخرِ منصبی، نہ رعونتِ نسبی رہی

سرِ دشتِ زیست برس گیا، جو سحابِ رحمتِ مصطفیٰ
نہ خرد کی بے ثمری رہی، نہ جنوں کی تشنہ لبی رہی

تھی ہزار تیرگیٔ فتن، نہ بھٹک سکا مرا فکر و فن
مری کائناتِ خیال پر نظرِ شہِ عربی رہی

وہ صفا کا مہر منیر ہے طلب اس کی نورِ ضمیر ہے
یہی روزگارِ فقیر ہے، یہی التجائے شبی رہی

وہی ساعتیں تھیں سرور کی، وہی دن تھے حاصلِ زندگی
بہ حضورِ شافعِ اُمتاں مری جن دنوں طلبی رہی

حفیظ تائب (لاہور)

سو بہ سو تذکرے اے میر امم تیرے ہیں
اوجِ قوسین پہ ضو ریز علم تیرے ہیں

وقت اور فاصلے کو بھی تری رحمت ہے محیط
سب زمانے ترے، موجود و عدم تیرے ہیں

جیسے تارے ہوں سر کاہکشاں جلوہ فشاں
عرصۂ زیست میں یوں نقشِ قدم تیرے ہیں

اہل فتنہ کا تعلق نہیں تجھ سے کوئی
قافلے خیر کے اے خیر شیم تیرے ہیں

ہیں تری ذات پہ سو ناز گنہگاروں کو
کیسے بے ساختہ کہتے ہیں کہ ہم تیرے ہیں

ہم کو مطلوب نہیں مال و منالِ ہستی
ہم طلبگار فقط تیری قسم تیرے ہیں

ناز برداردی دنیا کی مشقت میں نہ ڈال
ہم کہ پروردۂ صد ناز و نعم تیرے ہیں

ان کی خوشبو سے مہک جائے مشام عالم
میرے دامن میں جو گلہائے کرم تیرے ہیں

حفیظ تائب (لاہور)

دیر جتنی اشک خوں سے آنکھ تر ہونے میں ہے
اُس سے کم طیبہ کی سمت اذنِ سفر ہونے میں ہے

کر لیا ہے جب درودی رتجگے کا اہتمام
دیر پھر کیسی شب غم کی سحر ہونے میں ہے

دھیان رہتا ہے تو صبح و شام رحمت کی طرف
لذت و راحت عجب بے بال و پر ہونے میں ہے

تپتے صحرا میں ہو میری جاں کو حاصل کس طرح
نم جو درکار اس شجر کے بارور ہونے میں ہے

جانے کیا احوال امت کے بدلنے میں ہے دیر
جانے کیا حائل دعا کے پراثر ہونے میں ہے

کب بہار آئے گی تائب آرزو کے دشت میں
کیا خبر کیا دیر رحمت کی نظر ہونے میں ہے

حزیں صدیقی (ملتان)

سوال؛ عبد کی معبود تک رسائی ہے؟
جواب؛ اور یہ معراج کس نے پائی ہے

سوال؛ خاک نشینوں کا عرش پر کیا کام؟
جواب؛ شانِ رسالت کی حد بتائی ہے

سوال؛ عالم بالا کی سیر اِک پل میں؟
جواب؛ صلّ علیٰ شانِ مصطفائی ہے

سوال؛ نورِ مجسم کہ پیکرِ خاکی؟
جواب؛ آئنۂ حسنِ کبریائی ہے

سوال؛ جسم مطہر کا سایہ تھا کہ نہیں؟
جواب؛ آپ کے سائے میں کل خدائی ہے

سوال؛ بندۂ امیّ کو دو جہاں کی خبر؟
جواب؛ علمِ خداداد انتہائی ہے

سوال؛ ایک ہی صورت ہے جانِ صورت گر؟
جواب؛ اپنے خط و خال پر بنائی ہے

سوال؛ آپ کے دامانِ لطف کی وسعت؟
جواب؛ عرصۂ کونین کی سمائی ہے

سوال؛ ارضِ مدینہ فلک مقام ہے کیوں؟
جواب؛ مسکنِ محبوبِ کبریائی ہے

ریاض مجید (فیصل آباد)

ٹھہری ہوئی آنکھوں میں جدائی کی گھڑی ہے
شب آخری طیبہ کی مرے سر پہ کھڑی ہے

اک ساعت بیدار ہے مقسوم نظر کا
دوری میں تڑپنے کے لیے عمر پڑی ہے

اک لمحۂ پرّاں ہے میسر دم رخصت
فہرست دُعاؤں کی، سلاموں کی بڑی ہے

کیا عرض و گزارش ہو کہ ملتے نہیں الفاظ
دنیائے تمنا ہے جو ہونٹوں پہ اڑی ہے

روتے ہوئے سامان سفر باندھ رہے ہیں
محسوس یہ ہوتا ہے قیامت کی گھڑی ہے

اک گنبد خضرا ہے محیط دل و دیدہ
دھندلائی ہوئی آنکھوں میں تصویر جڑی ہے

کھنچتے چلے آتے ہیں قدم سوئے حرم پھر
یہ شہر مدینہ سے نکلنے کی گھڑی ہے

آتے ہوئے کیا سہل مدینے کا سفر تھا
جاتے ہیں تو ایک ایک قدم راہ کڑی ہے

لوٹا ہے مدینے سے ریاض اپنا بدن ہی
جو روح ہے وہ اب بھی مواجہ پہ کھڑی ہے

رئیس الدین رئیس (علی گڑھ)

میرے پاس تو شاہوں جیسا بخت نہیں آقا
میں وہ مسافر میرے آقا رخت نہیں آقا

میں نے آپ کے نقش قدم کو جب سے دیکھا ہے
میری نظر میں کوئی تاج و تخت نہیں آقا

جب سے چلا ہوں آپ کے بتلائے رستے پر میں
پتھر جیسی بنجر راہیں سخت نہیں آقا

میری طرف کر رحمت عالم اپنی عطاؤں کو
دھوپ ہے میرے سر پر کوئی درخت نہیں آقا

آپ کی ہی تعلیم کے صدقے طیبہ والوں میں
غصہ کینہ یا پھر لہجہ کرخت نہیں آقا

ریاض حسین چودھری (سیالکوٹ)

حلقۂ شعر و فن کی ہواؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی
میرے لب پر مچلتی دعاؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

خلد طیبہ کے شاداب گلزار میں، میرے آقا کے پرنور دربار میں
سر جھکاتی ہوئی التجاؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

ہر اُفق پر ازل سے یہ تحریر ہے، عافیت خواب آدم کی تعبیر ہے
امن عالم کی اے فاختاؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

جگنوؤں کی قطاریں ہواؤں میں ہیں، تتلیاں رنگوں کی فضاؤں میں ہیں
گریۂ شب کی روشن قباؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

کشت ایماں میں بھی معبد جاں میں بھی، آنسوؤں سے بھری چشم حیراں میں بھی
وادی عشق کی اپسراؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی رہی

قافلے خوشبوؤں کے گزرتے رہے جمگھٹے روشنی کے اُترتے رہے
رحمت مصطفٰے کی رداؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

خوش نما، دل کشا ہے فضا رات کی، اس میں کلیاں کھلی ہیں مناجات کی
صحن جاں میں برستی گھٹاؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

چاندنی ہر شجر پر بسیرا کرے، شب کا پچھلا پہر ہے سویرا کرے
گونج گنبد میں اپنی صداؤ سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

محفل نعت میں ذکر میلاد ہے، خطۂ دیدہ و دل بھی آباد ہے
قریۂ جاں کی سرکش اناؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

بادباں بن گیا ہے درود نبی، لوٹ جائے گی ہر موج بپھری ہوئی
میری کشتی کے اے ناخداؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

تشنہ لب بن گئے میرے حرف دعا، حشر کیسا ہوا بستیوں میں بپا
شام مقتل کی اے کربلاؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی شام

اوج پر ہے ستارہ ریاض آج بھی، اس طرف روشنی، اُس طرف روشنی
میرے لوح و قلم کی نواؤ! سنو، پھول کھلتے رہے، نعت ہوتی رہی

زیب غوری (کانپور)

اس قدر ہوش اُسے چاہنے والے رکھنا
دیکھنا اُس کو تو کچھ پردے بھی ڈالے رکھنا

وہ حرم تھا وہاں گنجائش مستی تھی بہت
یہ مدینہ ہے یہاں خود کو سنبھالے رکھنا

اے مدینے کی مہکتی ہوئی روشن گلیو
یاد اُس پیکر خوبی کے حوالے رکھنا

اُس کے قدموں میں گرے ریت کی دیوار سے وہ
سہل تھا جن پہ پہاڑوں کو سنبھالے رکھنا

وہ پشیمانوں پہ جولانیِ رحمت اُس کی
در گزر کے کسی پہلو کو نکالے رکھنا

خرقہ پوشی میں بھی وہ سطوتِ شاہی تھی عجب
تاج زریں ، نہ کوئی شال دوشالے رکھنا

اُس نے مٹی سے تعلق نہیں توڑا اپنا
سونے چاندی کے کٹورے نہ پیالے رکھنا

اُس سے سیراب ہوا خشک زمینوں کا جگر
اُس کا وہ دشت میں دریاؤں کو پالے رکھنا

پھولوں نے فیض رسانی کی ادا پہچانی
اُس سے سیکھا ہے چراغوں نے اجالے رکھنا

ہاتھ رکھنا وہ تہی دستوں کے سر پر اُس کا
کہیں صحراؤں میں چشمے کہیں لالے رکھنا

کام آجائیں یہی اشک ندامت شاید
یہ گہر دل کے کسی کونے میں ڈالے رکھنا

عرش سی پاک زمینوں پہ قدم رکھو گے
زیب یہ سُوئے ادب ہے اسے ٹالے رکھنا

سلیم کوثر (کراچی)

اک نظر ہو تو کیا سے کیا ہو جاؤں
میں جو پتھر ہوں، آئنہ ہو جاؤں

لوگ کعبہ سے سوئے طیبہ جائیں
میں تو بس ان کا راستہ ہو جاؤں

ان کی گلیوں کا قرض ہوں میں تو
دیکھیے کب وہاں ادا ہو جاؤں

میں تو اس شہر کی امانت ہوں
کب چلوں اور کب ہوا ہو جاؤں

ان کی یادوں کی بزم ہو اور میں
رقص کرتے ہوئے فنا ہو جاؤں

میری آنکھوں میں ان کے خواب رہیں
اور ہر خواب سے جدا ہو جاؤں

بس انہیں سوچتا رہوں اور پھر
ہر تصور سے ماورا ہو جاؤں

مجھ کو بھی اذنِ باریابی ہو
خاک سے میں بھی کیمیا ہو جاؤں

کتنی بوسیدگی ہے مجھ میں سلیم
ان سے مل آؤں تو نیا ہو جاؤں

سلیم کوثر (کراچی)

کچھ دھوپ ہے کچھ حبس کا صحرا مرے آقا
ایسے میں ہوا کا کوئی جھونکا مرے آقا

جز تیرے نہیں ہے نفس ایجاد کوئی بھی
تو سارے مسیحوں کا مسیحا مرے آقا

یہ دل تو دھڑکتا ہے تری یاد کے صدقے
آنکھوں نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا مرے آقا

میں تیری محبت سے سرافراز ہوں مجھ کو
بے مہری دنیا کا گلہ کیا مرے آقا

میں بندۂ روپوش ندامت تہ گردوں
تو حرف جلی میری دعا کا مرے آقا

اب اس دل آوارہ کی شوریدہ سری سے
بس ایک صدا آتی ہے آقا مرے آقا

تو اولیں تحریر سر صفحۂ عالم
تو آخری پیغام خدا کا مرے آقا

سلیم کوثر (کراچی)

سارے حرفوں میں اک حرف پیارا بہت اور یکتا بہت
سارے ناموں میں اک نام سوہنا بہت اور ہمارا بہت

اس کی شاخوں پہ آ کر زمانوں کے موسم بسیرا کریں
اک شجر، جس کے دامن کا سایہ بہت اور گھنیرا بہت

ایک آہٹ کی تحویل میں ہیں زمیں آسماں کی حدیں
ایک آواز دیتی ہے پہرا بہت اور گہرا بہت

جس دیے کی توانائی ارض و سما کی حرارت بنی
اُس دیے کا ہمیں بھی حوالہ بہت اور اُجالا بہت

میری بینائی سے اور مرے ذہن سے محو ہوتا نہیں
میں نے روئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو سوچا بہت اور چاہا بہت

میرے ہاتھوں سے اور میرے ہونٹوں سے خوشبوئیں جاتی نہیں
میں نے اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو لکھا بہت اور چوما بہت

بے یقیں راستوں پر سفر کرنے والے مسافر سنو!
بے سہاروں کا ہے اک سہارا بہت کملی والا بہت

سلیم کوثر (کراچی)

اے منبعِ الطاف و کرم سید عالم
کیا ہو تری توصیف رقم سید عالم

ہاں ! میں بھی ہوں موجود کہیں پچھلی صفوں میں
مجھ پر بھی توجہ کوئی دم سید عالم

جب صرف ترا عشق کسوٹی ہے ہماری
پھر کون عرب ، کون عجم سید عالم

آنکھوں کی طہارت ترے ناموں کی زیارت
اور وردِ زباں دم ہمہ دم سید عالم

ہر تیرہ و تاریک زمانے کے افق پر
روشن ہیں ترے نقشِ قدم سید عالم

خوشبو کا خزینہ ہے ترا شہر مدینہ
اور خاک جہاں کی ہے ارم سید عالم

دے عشق بلالی کہ ہے رتبہ ترا عالی
اے صاحب معراج امم سید عالم

اے زینت لولاک ، اُجالے تری پوشاک
اے نور صفت نور حشم سید عالم

سہیل غازی پوری (کراچی)

جب گنبد خضرا پہ ٹھہرتی ہیں یہ آنکھیں
پلکوں پہ دیے لے کے اترتی ہیں یہ آنکھیں

رہتی ہیں خموش آہ بھی کرتی ہیں یہ آنکھیں
ایسے بھی تو عالم سے گزرتی ہیں یہ آنکھیں

جن آنکھوں نے دیکھا ہے رسول عربی کو
جی جان سے ان آنکھوں پہ مرتی ہیں یہ آنکھیں

حسن گل گلزار مدینہ تجھے اکثر
زنجیر جو کرتی ہیں تو کرتی ہیں یہ آنکھیں

بہتے ہیں جو دن رات غم عشق نبی میں
ایسے ہی تو اشکوں سے نکھرتی ہیں یہ آنکھیں

جس آئنہ خانے کے سبھی کچھ ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
اس آئنہ خانے میں سنورتی ہیں یہ آنکھیں

کرتی ہیں سفر کعبے سے جب سوئے مدینہ
پر نور مناظر سے گزرتی ہیں یہ آنکھیں

آنکھوں کو دعا دیں گے سہیل آپ نہ کیسے
کشکول زیارت کو تو بھرتی ہیں یہ آنکھیں

سید شاکر القادری (اٹک)

کبھی لبوں پہ مہکتا ہے وہ دعا کی طرح
کتاب جاں میں کبھی آیۂ ثنا کی طرح

سوال بن کے چھلکتا ہے میری آنکھوں سے
وہ میرے دل میں مچلتا ہے مدعا کی طرح

کھلے ہیں نعت کے غنچے حدیقۂ جاں میں
اتر رہا ہے کوئی موجۂ صبا کی طرح

قیاس کیسے کروں اس کی انتہاؤں کا
جو ابتدا میں مکمل تھا انتہا کی طرح

کبھی وہ حجرۂ دل میں ذرا قیام کرے
مرا نصیب بھی جاگے کبھی حرا کی طرح

وہ یاد بن کے دل مضطرب میں آ ٹھہرے
وہ دشت جاں پہ برستا رہے گھٹا کی طرح

نبی کے دوش پہ ہو یا سناں کی نوک پہ ہو
کوئی سوار نہیں سبط مصطفیٰ کی طرح

سید شاکر القادری (اٹک)

لامکاں کی خلوتوں میں جلوہ فرما آپ ہیں
بزمِ اوادنیٰ کی پیشانی کا طغرا آپ ہیں

اے شہِ لولاک! اے وجہِ نمود کائنات!
مسند آرا برسر عرشِ معلا آپ ہیں

آپ ہی کے زمزمے ہیں بربطِ داوٗد میں
دستِ موسیٰ کے لیے بھی نور افزا آپ ہیں

عقل پر جس سے کھلے ہیں عالم امکاں کے راز
معرفت کا، علم کا ایسا مجلّا آپ ہیں

آپ ہی سے نور پاتے ہیں ، ازل ہو یا ابد
ظلمتوں میں روشنی کا اک منارا آپ ہیں

کوئی عفو و درگزر میں آپ کا ثانی نہیں
اے رسول ہاشمی! رحمت کا دریا آپ ہیں

وادیِ جاں میں ہے خوشبو آپ ہی کی یا نبی
گوشۂ دل میں ہے جس کی یاد، آقا آپ ہیں

میں کہاں جاؤں، سناؤں کس کو اپنا حال دل
میرا مامن، میرا ملجا ، میرا ماوا آپ ہیں

آپ کا ہے، آپ ہی کو مانگتا ہے آپ سے
اس دلِ بے تاب کی ہر اک تمنا آپ ہیں

سید اعجاز حسین عاجز (گوجرانوالہ)

دیوار الگ رنگ کی در اور طرح کا
یہ شہر پیمبر ہے نگر اور طرح کا

ہر شام اترتی ہے یہاں اور طرح سے
ہر صبح کا ہوتا ہے سفر اور طرح کا

کلیوں کے چٹکنے کی ادا ہے یہاں کچھ اور
گل اور طرح کا ہے شجر اور طرح کا

آسان نہیں منزلیں قوسین و دنیٰ کی
جبریل! یہاں چاہیے پر اور طرح کا

دیکھی ہے یہاں تابِ شفق اور طرح کی
دیکھا ہے یہاں رنگِ سحر اور طرح کا

آتی ہے دبے پاؤں یہاں بادِ صبا بھی
آقا! تری گلیوں میں ہے ڈر اور طرح کا

کاندھوں پہ نظر آتے ہیں سر اور طرح کے
نیزے کی بلندی پہ ہے سر اور طرح کا

صد شکر مجھے اس سے مودت کا شرف ہے
جو سارے زمانوں میں ہے گھر اور طرح کا

سجدہ تو فقط ربِ دوعالم کے لیے ہے
طیبہ میں جھکا ہے مرا سر اور طرح کا

اس شہرِ دل افروز میں ہر کوئی الگ ہے
جن اور، مَلک اور، بشر اور طرح کا

عاجزؔ نے جو مانگا وہ عطا ہو گیا فوراً
اترا ہے دعاؤں میں اثر اور طرح کا

سید اعجاز حسین عاجز (گوجرانوالہ)

مقبول ہوئے سلسلے جب میری دعا کے
گلزارِ تخیل میں کھلے پھول ثنا کے

قدرت نے تجھے تاجِ سیادت سے نوازا
جھکتے ہیں زمانے تری دہلیز پہ آ کے

رحمت کے اجالے سے مٹی ظلمت عصیاں
بخشش کے تیقن سے مٹے خوف سزا کے

ہیں اس لیے طیبہ میں دھنک رنگ مناظر
اطوار یہاں پر ہیں الگ بادِ صبا کے

راحت میں ہیں جب نعت و مناقب کے شجر پر
کیوں دیکھیں تخیل کے پرندوں کو اڑا کے

سرشار ہیں جو لذتِ دیدارِ نبی سے
رکھتے ہیں طلب اپنی وہ کچھ اور بڑھا کے

گو رنگ بھرے لاکھوں نے اس میں مگر عاجزؔ
ہیں تشنۂ تکمیل ابھی نعت کے خاکے

سید اعجاز حسین عاجز (گوجرانوالہ)

شاخِ امید پہ اک غنچۂ تر کھل اٹھا
نخل شاداب ہوئے اور ثمر کھل اٹھا

کتنی صدیوں سے چلا آتا تھا پژمردہ، خجل
میرے سرکار کی آمد سے بشر کھل اٹھا

بادِ طیبہ کا بس اک جھونکا میسر آیا
میری ہستی، مرا گھر اور نگر کھل اٹھا

یاد جب لمحۂ مغموم میں آئی ان کی
روح سرشار ہوئی، دیدۂ تر کھل اٹھا

رویتِ روئے منور کی اسے تاب نہ تھی
رویتِ پائے منور سے قمر کھل اٹھا

اشہب فکر کا رخ موڑا مدینے کی طرف
اور مرا زاویۂ فکر و نظر کھل اٹھا

شوقِ مدحت نے کیا بامِ تخیل پہ قیام
مہکے قرطاس و قلم، دست ہنر کھل اٹھا

دونوں عالم ترے چہرے کی بلائیں لیں گے
ذکرِ سرور سے ترا چہرہ اگر کھل اٹھا

ربِ سلم کی صدا سن کے بروز محشر
دفعتاً حضرت جبریل کا پر کھل اٹھا

چارۂ حسرت دیدار ہوا تھا جس دم
میں تذبذب میں رہا، بخت مگر کھل اٹھا

اٹھی درویش کے حجرے سے درودوں کی صدا
اور کہیں دور محبت کا شجر کھل اٹھا

ان کی یادوں سے ہوا دل میں چراغاں عاجزؔ
اشک بے تاب ہوا مثل گہر کھل اٹھا

سجاد سخن (کراچی)

بھرتا ہے چشم شوق میں حیرانیاں خیال
جلوہ گہِ حضور کہاں اور کہاں خیال

گم ہے نبی کی یاد میں یوں خوش گماں خیال
پہنچا ہوا ہو جیسے سرِ لامکاں خیال

دیدار کوچہ و درِ سرکار کے سوا !
ہر حسنِ ظاہری سے ہے دامن کشاں خیال

روشن ہیں تارے ماہِ نبوت کے آس پاس
یوں لگ رہا ہے جیسے کہ ہے آسماں خیال

اب تک نہ کوئی نذرِ عقیدت نہ حاضری !
کیا کیا اڑا رہا ہے مری دھجیاں خیال

دوری درِ حضور سے ہے کرب مستقل
ہے بے بسی کی دھوپ میں اک سائباں خیال

مجھ جیسے تشنہ کام مدینہ کو اے سخن
احساس قرب روح ہے تسکین جاں خیال

شاعر لکھنوی (کراچی)

نبی کے در پر پہنچ کے خود کو مثال کرتی ہیں میری آنکھیں
کمال رحمت کو دیکھتی ہیں کمال کرتی ہیں میری آنکھیں

سلام کہتی ہیں خامشی میں، درود پڑھتی ہیں آنسوؤں میں
بڑے سلیقے سے کوشش عرض حال کرتی ہیں میری آنکھیں

وہ روضۂ پاک سامنے ہے تو اشک جاری ہیں یوں مسلسل
کہ جیسے اب تک نہ دیکھنے کا ملال کرتی ہیں میری آنکھیں

سحر کو جس وقت گونجتی ہے حرم میں اک کیفیت اذاں کی
تو لے میں اشکوں کی جشن یاد بلال کرتی ہیں میری آنکھیں

نبی کے دیدار کو تو صدیوں میں جا کے ملتا ہے ایک لمحہ
اس ایک لمحے میں عمر بھر کے سوال کرتی ہیں میری آنکھیں

یہ چاہتی ہیں کہ سب سے پہلے نظر میں رکھ لیں حرم کے جلوے
پھر اپنی کوتاہ دامنی کا خیال کرتی ہیں میری آنکھیں

نہ جاگتے میں جو دیکھ پائیں تو خواب میں دیکھتی ہیں ان کو
خوشا مقدر کہ ہجر کو بھی وصال کرتی ہیں میری آنکھیں

ہے روضۂ مصطفیٰ مقابل تو اشک ہیں درمیاں میں حائل
بہ قدر دیدار دیکھنا بھی محال کرتی ہیں میری آنکھیں

وہاں کے ذرے بھی ہیں ستارے اس آستانے پہ کب چلو گے
زبان گریہ میں مجھ سے شاعر سوال کرتی ہیں میری آنکھیں

صبیح رحمانی (کراچی)

کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

اُنھیں خلق کر کے نازاں ہوا خود ہی دست قدرت
کوئی شاہ کار ایسا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

کسی وہم نے صدا دی کوئی آپ کا مماثل
تو یقیں پکار اُٹھا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

مرے طاق جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

مرے دامن طلب کو ہے انھی کے در سے نسبت
کسی اور در سے یہ رشتہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

میں ہوں وقفِ نعت گوئی، کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

سر حشر ان کی رحمت کا صبیح میں ہوں طالب
مجھے کچھ عمل کا دعویٰ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

صبیح رحمانی (کراچی)

تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک
مگر سرکار سا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک

نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیاتِ مصطفیٰ کو سوچنا اوّل سے آخر تک

اتارے جسم و جاں پر سارے موسم شادمانی کے
بدل دی شہرِ ہستی کی فضا اوّل سے آخر تک

جنہیں اُمّی لقب کہہ کر زمانہ یاد کرتا ہے!
وہی ہیں حاملِ علمِ خدا اوّل سے آخر تک

فرشتوں نے مری لوحِ عمل پر روشنی رکھ دی
ثنا خوانِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لکھ دیا اوّل سے آخر تک

ملی ہے کاسۂ فن کو مرے خیرات طیبہ سے
مِرا دیوان ہے ان کی عطا اوّل سے آخر تک

بہارِ نعت سے باغِ سخن لہکا صبیح ایسا
تر و تازہ رہی فصلِ نوا اوّل سے آخر تک

صبیح رحمانی (کراچی)

ختم ہونے ہی کو ہے در بدری کا موسم
جلد دیکھوں گا میں شہر نبوی کا موسم

فرش پر عرش کے حالات سنائے ہم کو
اُن کے آنے سے گیا بے خبری کا موسم

آپ نے آکے بتائے ہیں بصیرت کے رموز
آپ سے سب کو ملا خوش نگہی کا موسم

اُن کی نسبت سے دُعاؤں کا شجر سبز ہوا
ورنہ ٹلتا ہی نہ تھا بے ثمری کا موسم

گنبد سبز کو چوما تو نظر نے پایا
حق شناسی کا ثمر دیدہ وری کا موسم

تنگ دامانی پہ شرمندہ ہوں اپنی ہی صبیح
دین میں اُن کی کہاں ورنہ کمی کا موسم

صبیح رحمانی (کراچی)

خواب روشن ہو گئے مہکا بصیرت کا گلاب
جب کِھلا شاخِ نظر پر اُن کی رویت کا گلاب

گفتگو خوشبو کے لہجے میں سکھائی آپ نے
خارِ نفرت چن لیے دے کر محبت کا گلاب

خُلق کی خوشبو تمام اَدوار میں رچ بس گئی
باغِ ہستی میں کِھلا یوں ان کی شفقت کا گلاب

زیست کے تپتے ہوئے صحرا میں ہے وجہِ سکوں
اُن کی یاد ، اُن کی تمنّا اُن کی سیرت کا گلاب

ہر صدی ہر عہد کے گلشن کو اُن کی آرزو
ہر زمانے میں کھلا ہے اُن کی چاہت کا گلاب

عطر آسودہ فضائیں کیوں نہ ہوں اس شہر کی
خاکِ طیبہ کا ہر اِک ذرّہ ہے جنت کا گلاب

نعت لکھتا ہوں صبیحؔ اُن کی عطا کے سائے میں
ہے بیاضِ نعت کا ہر شعر رحمت کا گلاب

صبیح رحمانی (کراچی)

قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں
مجھے توفیق دے یارب کہ میں نعت نبی لکھوں

لباس حرف میں ڈھالوں میں کردارِ حسیں اُن کا
امیں لکھوں ، اَماں لکھوں، غنی لکھوں سخی لکھوں

حرا کے سوچتے لمحوں کو زندہ ساعتیں لکھ کر
صفا کی گفتگو کو آبشارِ آگہی لکھوں

تمنا ہے کہ ہو وہ نامِ نامی آپ کا آقا
میں جو لفظ آخری بولوں میں جو لفظ آخری لکھوں

قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعترافِ تشنگی لکھوں

جبین وقت پر حسّان و جامی کی طرح چمکوں
صبیح اُن کی غلامی کو متاعِ زندگی لکھوں

طلحہ رضوی برق (داناپور)

ہے بخشش رب ان کی عطا مانگ ارے مانگ
ہیں قاسم نعمت بہ خدا مانگ ارے مانگ

قسمت کے دھنی! یہ ہے در شافع محشر
چوکھٹ پہ رگڑ ناک، دعا مانگ ارے مانگ

اس ڈیوڑھی تک آجانا ہی معراج ہے تیری
تو رشک سلاطیں ہے گدا مانگ ارے مانگ

رکھے گی نہ محروم تجھے چشم کرم سے
شرمندگی جرم و خطا مانگ ارے مانگ

صدقہ ملے کچھ خونِ شہیدان وفا کا
اشکوں میں بھی ہو رنگ حنا مانگ ارے مانگ

سرکار نے فرمایا جنہیں لحمک لحمی
دے واسطۂ آل عبا مانگ ارے مانگ

ہے صدقۂ حسنین کا باڑا یہیں بٹتا
گم سم یونہی کیوں چپ ہے کھڑا مانگ ارے مانگ

بیمار معاصی تری مٹی ہو سوارت
ہے خاک مدینہ میں شفا مانگ ارے مانگ

پیوند زمیں کاش مدینہ میں ہو طلحہ
آجائے یہیں اپنی قضا مانگ ارے مانگ

عاصی کرنالی (ملتان)

در سخی کا ہے بہ توسیعِ تمنا مانگو
جس قدر مانگ سکو اس سے زیادہ مانگو

وہ ہے فیضانِ خدا، جانِ سخا، شانِ عطا
تم کو قطرے کی ضرورت ہو تو دریا مانگو

تم کو آنکھیں تو مشیت نے عنایت کر دیں
قاسمِ نور سے تم دیدۂ بینا مانگو

بات کرنے کے لیے جب سرِ منبر بیٹھو
اس خطیبِ دو جہاں سے لبِ گویا مانگو

کہہ کے خورشیدِ سحر تاب کرن عرض کرو
جان کر ماہِ شب افروز ستارا مانگو

اپنے کانوں کے لیے اذنِ اذانِ طیبہ
اپنی نظروں کے لیے گنبدِ خضرا مانگو

اپنے چلنے کے لیے راہِ سفر سوئے حجاز
اپنے رکنے کے لیے صرف مدینہ مانگو

اپنے گرنے کے لیے اس شہِ والا کے قدم
اپنے اٹھنے کے لیے اس کا سہارا مانگو

اپنے پڑھنے کے لیے ذوقِ احادیثِ رسول
اپنے لکھنے کے لیے نعتِ معلیٰ مانگو

اپنے جینے کے لیے لذت و توفیق درود
اپنے مرنے کے لیے دید کا لمحہ مانگو

اگر اظہارِ مفصل میں ادب مانع ہو
مجملاً دامن سرکار کا سایہ مانگو

جھولیاں اس کا کرم پہلے ہی بھر دیتا ہے
مانگنے کی تو ضرورت ہی نہیں کیا مانگو

عاصی کرنالی (ملتان)

ثنائے خواجہ میں اے ذہن! کوئی مضموں سوچ
جناب وادی حیرت میں گم ہوں کیا سوچوں

زبان! مرحلۂ مدح پیش ہے کچھ بول
مجال حرف زدن ہی نہیں ہے کیا بولوں

قلم! بیاض عقیدت میں کوئی مصرع لکھ
بجا کہا سر تسلیم خم ہے کیا لکھوں

شعور! ان کے مقام پیمبری کو سمجھ
میں قید حد میں ہوں وہ بے کراں میں کیا سمجھوں

خرد! بہ قدر رسائی تو ان کے علم کو جان
میں نارسائی کا نقطہ ہوں ان کو کیا جانوں

خیال! گنبد خضرا کی سمت اڑ، پر کھول
یہ میں ہوں اور یہ مرے بال و پر ہیں کیا کھولوں

طلب! مدینے چلیں نیکیوں کے دفتر باندھ
یہاں یہ رخت سفر ہی نہیں ہے کیا باندھوں

نگاہ! دیکھ کہ ہے رو بہ رو دیار جمال
ہے ذرہ ذرہ یہاں آفتاب کیا دیکھوں

دل! ان سے حرف دعا شیوۂ تمنا مانگ
بلا سوال وہ دامن بھریں تو کیا مانگوں

حضور! عجز بیاں کو بیاں سمجھ لیجے
تہی ہے دامن فن آستاں پہ کیا لاؤں

عاصی کرنالی (ملتان)

پہنچوں درِ سرکار پہ چاہا تو یہی ہے
آگے مری تقدیر، تمنا تو یہی ہے

اک خاص مہک آنے لگی موجِ ہوا میں
آثار بتاتے ہیں مدینہ تو یہی ہے

ہیں گنبدِ خضریٰ کے سوا اور بھی جلوے
آنکھوں کے لیے خاص نظارہ تو یہی ہے

یہ ان کی رضا ہے مجھے بھیجیں مجھے روکیں
واپس میں نہیں آؤں گا سوچا تو یہی ہے

یاد ان کی رہے دل میں جمال ان کا نظر میں
نام ان کا زباں پر رہے اچھا تو یہی ہے

ہر سانس سے آتی ہو صدا صلِ علیٰ کی
ہم لاکھ جئیں اصل میں جینا تو یہی ہے

اظہارِ غمِ ہجر کی کیا شکل نکالوں
رونے کی بھی طاقت نہیں رونا تو یہی ہے

طیبہ میں ہوں سب کچھ مرے دامن میں ہے عاصی
دنیا کا کروں کیا مری دنیا تو یہی ہے

عاصی کرنالی (ملتان)

اک ذات محترم مرے دل میں مقیم ہے
میرا گواہ وہ جو بصیر و علیم ہے

میرا رسول حمد کی کرسی پر جلوہ گر
اور اُس کے سر پہ جلوہ فشاں تاج میم ہے

جب اھدنا الصراط پڑھی آئی یہ صدا
طیبہ کے رُخ چلو کہ رہ مستقیم ہے

اللہ کے سوا کسے معلوم یہ رموز
وہ ذات میں ، صفات میں کتنا عظیم ہے

اس کا وجود خاصۂ خاصانِ انبیا
وہ پیشوائے نوح و مسیح و کلیم ہے

لپٹے ہوئے ہیں جس میں مکاں اور لامکاں
اتنی وسیع میرے نبی کی گلیم ہے

بہتا ہے وقت اس کے سمندر میں مثل خس
وہ ماورائے عہد جدید و قدیم ہے

وحدت کی موج موج کا حاصل یہی گہر
ہستی کی آبرو یہی دُر یتیم ہے

یا رب درِ حبیب پہ جانے کا اذن دے
مولا ! فراق دوست عذاب الیم ہے

میں گلشن مدینہ تک اُڑ کر پہنچ گیا
گویا مرا وجود بھی بادِ نسیم ہے

عاصی یہ صرف نعت نگاری کا ہے صلہ
حاصل مجھے جو دولت ذوق سلیم ہے

عاصی کرنالی (ملتان)

وہ درد چاہیے مولا! کہ چارہ ساز رہے
اک ایسی آنچ عطا کر کہ دل گداز رہے

ترا ہی عشق ہو دارین میں مری پہچان
یہاں وہاں یہی تمغائے امتیاز رہے

یہی بہشت سماعت ، یہی بہشت کلام
حدیث دوست ترا سلسلہ دراز رہے

تری صفات کرم جب خدا نے کیں تحریر
لکھا ، ترا در رحمت ہمیشہ باز رہے

اور اس کے بعد بہ صد انبساط و ناز و نشاط
تری نگاہ کو لکھا کہ کارساز رہے

زباں کا وصف یہ ٹھہرا کہ دل کشائی کرے
بیاں کی شان یہ ٹھہری کہ دل نواز رہے

صفات نامے کے آخر میں یوں کیا ارقام
حریم ناز رہے، رونق نیاز رہے

یہ اُن کا شہر تجلی ، یہ کثرت جلوہ
پلک نہ جھپکے ، لگاتار چشم باز رہے

ہجوم جلوہ میں اپنے لیے دعا نکلی
خدا کرے کہ مری زندگی دراز رہے

نہ لکھ سکے تری مدحت میں ایک موزوں سطر
اگر زمانہ ابد تک رقم طراز رہے

تقرب شب معراج کس کی عقل میں آئے
اگر خُدا ہی یہ چاہے کہ راز راز رہے

میں اب ہمیشہ ہمیشہ رہوں گا محو درد
نظام وقت خلل ڈالنے سے باز رہے

خلوص دل سے کوئی نعت ہی کہوں عاصی
گناہ گار ہوں ، بخشش کا کچھ جواز رہے

عاصی کرنالی (ملتان)

یہ دین ، یہ دانش کا اجالا تری رحمت
تو نے ہمیں ظلمت سے نکالا، تری رحمت

دنیا میں شرافت کا وثیقہ ، ترا احسان
عقبیٰ میں شفاعت کا قبالہ، تری رحمت

منعم ہے خُدا ، قاسم نعمت ہے ترا لطف
منہ تک جو یہ آتا ہے نوالہ ، تری رحمت

قرآں کی صورت میں جو ارسال ہوا ہے
انساں کی بھلائی کا رسالہ ، تری رحمت

گردوں پہ ظہور مہ انجم کا سبب تو
گلشن میں طلوع گل و لالہ تری رحمت

خرمن سے عیاں خوشۂ زریں تری برکات
معدن میں نہاں لولوئے لالا تری رحمت

تو جامع اوصاف رسولاں بھی ہے لیکن
ہے سب سے بڑا تیرا حوالہ تری رحمت

جب پاؤں میں لغزش ہوئی ، تیرا ہی بڑھا ہاتھ
میں جب بھی گرا، تو نے سنبھالا، تری رحمت

لکھتا ہوں جو میں حرف ثنا ، تیری نوازش
پڑھتا ہوں جو مدحت کا مقالہ ، تری رحمت

اے ذات خطا پوش ! ترے در پہ کھڑے ہیں
امت کی خطاؤں سے ہے بالا تری رحمت

کر دے صف اقوام میں پھر ہم کو معزز
ہے عقدہ کشا سید والا تری رحمت

عارف منصور (ملتان)

جھپک جھپک کے جو ذکر خیر الانام کرتی ہیں میری آنکھیں
سجود کرتی ہیں میری پلکیں، قیام کرتی ہیں میری آنکھیں

حریم الفت میں شب کو اکثر ہی آنسوؤں کی صفیں بنا کر
نبی کی یادوں کو ان کے آگے امام کرتی ہیں میری آنکھیں

فراق طیبہ میں جب تصور کی بزم سجتی ہے آنسوؤں سے
تو ایسے عالم میں مجھ سے اکثر کلام کرتی ہیں میری آنکھیں

دیار آقا سے دور ہوں تو نظام اوقات ہی عجب ہیں
سواد جاں میں سحر سے پہلے ہی شام کرتی ہیں میری آنکھیں

جب اسم احمد کا نور اترے مری سماعت کے آنگنوں میں
درود پڑھ کر ادب سے جھک کر سلام کرتی ہیں میری آنکھیں

کبھی مدینے میں ہیں یہ روشن، کبھی مدینہ ہے ان میں روشن
یوں سبز گنبد کے گرد گردش مدام کرتی ہیں میری آنکھیں

حضور دیدار کی تمنا میں پیاس کا جب خمار ٹوٹے
برس برس کے گھٹا کا بھی اہتمام کرتی ہیں میری آنکھیں

نظر جب آئے وہ سبز گنبد، ہو دور ہونٹوں کی دسترس سے
اٹھا کے پلکوں کے ہاتھ کو پھر سلام کرتی ہیں میری آنکھیں

وہ جس میں منقوش ہو گئے ہوں سب عکس روضے کی جالیوں کے
اس آئنے جیسی آنکھ کا احترام کرتی ہیں میری آنکھیں

حضور کو خواب میں ہی منصور دیکھ پائیں جو ایک لمحہ
میں مان لوں حیثیت سے بڑھ کر بھی کام کرتی ہیں میری آنکھیں

عارف منصور (ملتان)

ان کا ہے ذکر جن پہ ہوئی دل کشی تمام
پھر کیوں نہ ہوگی رخ پہ بھلا روشنی تمام

دنیا کے چاک پر انھیں تخلیق جب کیا
کر دی ہے کوزہ گر نے بھی کوزہ گری تمام

غار حرا سے کوہ صفا تک گواہ ہیں
ذہن رسا کو بخشی گئی آگہی تمام

سجدہ پھر ان کا سجدہ کہ محراب کہہ اٹھی
ان کی جبیں پہ کر دی گئی بندگی تمام

ذہن و دل و ضمیر پہ انسان کے جو تھی
وہ تیرگی انھی کی نظر سے ہوئی تمام

اول وہی کہ نور ازل ان کی ذات ہے
آخر وہی کہ ان پہ ہے پیغمبری تمام

پل بھر بھی دل نے چین نہ لینے دیا کہیں
چوکھٹ پہ ان کی آکے ہوئی بے کلی تمام

آؤ اٹھاؤ ہاتھ کرو مل کے یہ دعا
ہو کاش ان کے در پہ مری زندگی تمام

منصور جس میں بیش ہو اخلاص کی مہک
ہوتی ہے بس قبول وہی حاضری تمام

عارف منصور (ملتان)

سبھی کچھ پہلے اس اعلیٰ نسب کی نذر کرنا ہے
مجھے پھر سجدۂ شکرانہ رب کی نذر کرنا ہے

پلک جھپکی تو بزم آرزو میں جرم ٹھہرے گی
ہر اک منظر مجھے یاد طرب کی نذر کرنا ہے

کہاں بس حاضری ہے اور کہاں منزل حضوری کی
تجھے اے زندگی اب اس طلب کی نذر کرنا ہے

جب آئے ساقی کامل کہا رب نے ملائک سے
ہمیں کوثر انھی کے چشم و لب کی نذر کرنا ہے

ہوا جبرئیل سے فرمانِ رب سوئے حرا جاؤ
تمھیں ہر علم اس امی لقب کی نذر کرنا ہے

مہ کنعاں سے میری روح نے یوں معذرت کر لی
مجھے دل تو فقط ماہ عرب کی نذر کرنا ہے

کیا منصور جب سے حجرۂ اقدس کا نظارہ
مجھے ہر شعر اب اُن کے ادب کی نذر کرنا ہے

عرفان صدیقی (لکھنو)

جو بھی سورج، چاند، ستارہ، خوشبو، بادِ بہاری ہے
ہر اک اُس سرکار کا چاکر، اُس در کا درباری ہے

لوگو! تم اس منظر شب کو کاہکشاں بتلاتے ہو
یہ تو اُن کی خاک گزر ہے، اُن کی گردِ سواری ہے

سر پر بوجھ گناہوں کا اور دل میں آس شفاعت کی
آگے رحمت ان کی ویسے مجرم تو اقراری ہے

اُن کے کرم کے صدقے سب کے بند گراں کھل جاتے ہیں
داد طلب کہیں چڑیاں ہیں، کہیں آہوئے تاتاری ہے

عالم عالم دھوم مچی ہے اُن کے لطف و عنایت کی
بستی بستی، صحرا صحرا فیض کا دریا جاری ہے

بزم وفا صدیق و عمر، عثمان و علی سے روشن ہے
چار ستارے، چاروں پیارے، چار کی آئینہ داری ہے

اُن کی ذات پاک سے ٹھہرا اُن کا سارا گھرانہ پاک
جس کے لیے تطہیر کی چادر اُن کے رب نے اُتاری ہے

عرفان صدیقی (لکھنو)

سخن میں موسم گل ان کے نام سے آئے
پڑھوں سلام تو خوشبو کلام سے آئے

شگفت اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا وقت ہے دل میں
یہاں نسیم سحر احترام سے آئے

وہی سراج منیر آخری ستارۂ غیب
اجالے سب اسی ماہ تمام سے آئے

وہ جس کو نان جویں بخش دیں اسی کے لیے
خراج، مملکت روم و شام سے آئے

انہیں سے ہو دل و جاں پر سکینتوں کا نزول
قرار ان کے ہی فیضان عام سے آئے

انہیں کے نام سے قائم رہے وجود مرا
نمو کی تاب انہیں کے پیام سے آئے

میں ان کا حرف ثنا اپنی دھڑکنوں میں سنوں
وہی صدا مرے دیوار و بام سے آئے

یہ بے کسان و گرفتار سب انہیں کے طفیل
نکل کے حلقۂ زنجیر و دام سے آئے

عرفان صدیقی (لکھنو)

نبضِ عالم میں رواں تیری حرارت ہی تو ہے
کہ یہ عالم ترے ہونے کی بدولت ہی تو ہے

تیرے ہی پیک ہیں سب سچے صحیفوں والے
ان کا آنا ترے آنے کی بشارت ہی تو ہے

ہم تو اک دھوپ کا صحرا تھے جہاں اوس نہ پھول
ہم پہ برسا یہ ترا ابر عنایت ہی تو ہے

پیش کرتا ہے یہی داورِ محشر کے حضور
میرا سرمایہ ترے نام سے نسبت ہی تو ہے

اس فقیری میں کبھی سر نہیں جھکنے پاتا
میرا تکیہ ترا بازوئے حمایت ہی تو ہے

میں بھی گریاں ہوں اسی چوبِ شجر کی مانند
جس میں بھی جاگ اٹھے دردِ محبت ہی تو ہے

عزیز احسن (کراچی)

تڑپ تو رکھتا ہوں زادِ سفر نہیں رکھتا
کرم حضور کہ میں بال و پر نہیں رکھتا

میں عرض حال کے قابل کہاں مرے آقا!
سوائے عجز بیاں، میں ہنر نہیں رکھتا

ستم زدہ ہوں نگاہ کرم کا طالب ہوں
میں بے اماں ہوں کہیں کوئی گھر نہیں رکھتا

مجھے بھی عشق کی سچائیاں میسر ہوں
نثار کرنے کے قابل میں سر نہیں رکھتا

وہ نالہ کھینچتا رہتا ہوں روز و شب آقا
جو شور رکھتے ہوئے بھی اثر نہیں رکھتا

زکوٰۃ سیرتِ اطہر کی چاہتا ہے عزیز
گدائے خلق ہے آقا ، یہ زر نہیں رکھتا

عقیل عباس جعفری (کراچی)

رکھتے ہیں صرف اتنا نشاں ہم فقیر لوگ
ذکر نبی جہاں ہے وہاں ہم فقیر لوگ

لیتے ہی اُن کا نام مقدر سنور گیا
پہنچے ہیں پھر کہاں سے کہاں ہم فقیر لوگ

ہر سانس میں ہے لفظِ مدینہ بسا ہوا
رکھتے ہیں یہ اثاثۂ جاں ہم فقیر لوگ

گوشہ نشینی و دمِ غربت کے باوجود
دستِ عطا سے کب ہیں نہاں ہم فقیر لوگ

آقا کی رحمتوں سے برابر ہیں فیض یاب
جبرئیل آسماں پہ، یہاں ہم فقیر لوگ

ان کا کرم ہے اپنی گلی میں بلا لیا
ورنہ کہاں مدینہ ، کہاں ہم فقیر لوگ

مانا کہ ان کے در پہ پہنچ بھی گئے عقیل
کیسے کریں گے حال بیاں ہم فقیر لوگ

فضا ابن فیضی (مؤناتھ بھنجن)

پستی سے، گرتوں کو اٹھانے والا تو
انساں کی توقیر بڑھانے والا تو

کون یہاں تھا ، رمز شناس کن فیکون
کن فیکوں کے رمز بتانے والا تو

صدیوں سے باطن کی دنیا تھی تاریک
ذہنوں میں قندیل جلانے والا تو

جاہل، وحشی، بے کردار قبیلوں کو
دائرۂ تہذیب میں لانے والا تو

تجھ سے قائم، حرف رسالت کی حرمت
روحانی اقدار سکھانے والا تو

اتنا واضح کب تھا الوہیت کا شعور
یہ مشکل نکتہ سمجھانے والا تو

لوح و قلم کا دامن تجھ سے با ثروت
معنیٰ سے لفظوں کو سجانے والا تو

وہ اقراء کا درس ، وہ دانش گاہ حرا
امی ہو کر سب کو پڑھانے والا تو

تیری نوا میں ساز اُلوہی کا آہنگ
قرآں کا پیغام سنانے والا تو

قیصر کی سطوت تھی تیری ٹھوکر میں
کسریٰ کو قدموں میں جھکانے والا تو

جو تجھ کو بوجہلی و بولہبی نے دیے
ہنس ہنس کر وہ زخم بھی کھانے والا تو

فضا ابن فیضی (مؤ ناتھ بھنجن)

گلبن عشق و خیابان وفا سر سبز ہے
تیرے نم سے آج تک کشتِ حرا سر سبز ہے

خیر و برکت کا ہے گہوارہ تری ذات جمیل
تجھ سے شہر وحی کی آب و ہوا سر سبز ہے

تیرے پیکر میں ہوئی قرآن ناطق کی نمود
تیری چوکھٹ پر شجر الہام کا سر سبز ہے

تیری انگشت یقیں شانہ کشِ لوح و قلم
تیرے ناخن چوم کر برگ حنا سر سبز ہے

دور تک سایہ کناں ہے رفق و رحمت کا سحاب
دھوپ میں جلتے پہاڑوں کی ردا سر سبز ہے

یہ علوے فکر، یہ معیار تہذیب اُمم
تیرے دم سے کاروبار ارتقا سر سبز ہے

تجھ پہ جو پتھر اچھالا تھا ستم کے ہاتھ نے
اب اسی پتھر پہ پھولوں کی دُعا سر سبز ہے

پندرہ سو سال سے، میں بھی اسی منزل میں ہوں
تیرے قدموں کے سبب، جو راستا سر سبز ہے

تو مرے فن کی نمو، میرے ہنر کی تازگی
تجھ سے میرا شعلۂ حرف و نوا سر سبز ہے

قرأت جبریل کا آہنگ ہے بین السطور
موجۂ معنی سے لفظوں کی قبا سر سبز ہے

مطمئن ہوں میں خزاں دیدہ بدن رکھتے ہوئے
تیری نسبت سے بساط مدعا سر سبز ہے

فضا ابن فیضی (مؤناتھ بھنجن)

گزرے چودہ سو برس، نقش و نشاں محفوظ ہے
ذہن امکاں میں حرا کی داستاں محفوظ ہے

جس پہ لکھیں منشیِ لاہوت نے آیات نور
تیرے سینے میں وہ لوح زرفشاں محفوظ ہے

تیری تعلیمات سے انسانیت ہے با ثمر
مدرسے میں تیرے حرف جاوداں محفوظ ہے

تیرا دامن خیمۂ پرواز بالِ جبرئیل
تیرے بربط میں نوائے قدسیاں محفوظ ہے

اک سند اس کی ہے تیری حکمت آفاق گیر
حرمت ایمان و قرآن و اذاں محفوظ ہے

حُسن کا معیار ہے تو، عشق کی تہذیب تو
تجھ سے اس دنیا میں سر دلبراں محفوظ ہے

سینۂ ظلمات میں پیوست ہیں جس کے خدنگ
تیرے ہاتھوں میں وہ سورج کی کماں محفوظ ہے

تجھ سے روشن ہے نگارستان عطر و گل تمام
عرش و امکاں ، گنج زار کہکشاں محفوظ ہے

تھی زوالِ شب کا اک اعلان آواز بلال
ساز وحدت میں وہ آہنگ تپاں محفوظ ہے

عائشہ کے حجلۂ نوریں میں مثل عکس ماہ
تیرے تسبیح و تہجد کا سماں محفوظ ہے

میزبانی کی جہاں خود حق تعالیٰ نے تری
وہ مکاں، اب تک بہ نام لامکاں محفوظ ہے

گو، بہت دشوار ہے کالے سمندر کا سفر
تیری برکت سے سفینہ ، بادباں محفوظ ہے

باغبان گلبن کونین! تیرے لطف سے
شاخ رحمت پر فضا کا آشیاں محفوظ ہے

فضا ابن فیضی (مؤناتھ بھنجن)

کوئی بھی نقش ہنر اس قدر نہ تھا روشن
عرب ، عجم ، تری تعلیم سے ہوا روشن

دھواں دھواں تھا یہاں ہر چراغ تیرے بغیر
نہ آرزو تھی شگفتہ، نہ مدعا روشن

یہ حسن اُسوۂ حسنہ، یہ روشنائی قدس
طرف طرف ہے صد آئینۂ حرا روشن

اک افتخار رسالت، چمن چمن گل بار
اک آفتاب ہدایت، گھٹا گھٹا روشن

ترے پیام مقدس کی یہ ہمہ گیری
اسی ہنر سے ہے محراب ارتقا روشن

عطا کی بے بصروں کو کلید نور ازل
فنا کدے میں ہوا شعلۂ بقا روشن

تری نظر گرہ نکتۂ ازل کی کشود
ترے قدم سے خیابان دوسرا روشن

قمر وارثی (کراچی)

دھول ہو جانے کی خاطر دل مرا آنکھیں مری
ہیں مدینے کے مسافر دل مرا آنکھیں مری

آپ کے ہیں آپ کے روز ازل ہی سے حضور
ہیں تو کہنے کو بہ ظاہر دل مرا آنکھیں مری

آپ آقا اور میں ہوں آپ کا ادنیٰ غلام
اس تعلق پر ہیں فاخر دل مرا آنکھیں مری

چاہتے ہیں اپنی سانسوں، اپنی پلکوں سے چنیں
سبز گنبد کے مناظر دل مرا آنکھیں مری

شان انصار مدینہ چاہتے ہیں دیکھنا
آئے ہیں بن کے مہاجر دل مرا آنکھیں مری

آپ کی چوکھٹ نے بخشی ہے جلا کیا کیا حضور
اس فضیلت پر ہیں شاکر دل مرا آنکھیں مری

جب کرم فرما حضوری ہو تو پھر کیا رہ سکیں
دھڑکوں اشکوں پہ قادر دل مرا آنکھیں مری

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کرم کا سلسلہ
ہیں درِ آقا پہ حاضر دل مرا آنکھیں مری

ہے ازل سے یہ تمنا کاش ہو جائیں قمر
بابِ اقدس کے مجاور دل مرا آنکھیں مری

قمر وارثی (کراچی)

خاک کوئے شہ کونین کے صدقے چہرے
ایک سے ایک نظر آتے ہیں نکھرے چہرے

جن کو آقا نے محبت کی نظر سے دیکھا
کس کو معلوم وہ کس حسن کو پہنچے چہرے

سر بہ سر کھل کے رہے غنچہ و گل کی صورت
لے کے پہنچے جو مدینے میں بجھے سے چہرے

سایۂ گنبد خضرا میں جو ٹھہرے کچھ دیر
لائق دید بہ ہر طور وہ ٹھہرے چہرے

رہ کے آتے ہیں جو طیبہ کی فضا میں کچھ دن
واقعی ہوتے ہیں وہ دیکھنے والے چہرے

گرد اس شہر کی گلیوں نے سجائی جن پر
رشک آئینۂ حیرت ہیں وہ سارے چہرے

اللہ اللہ ہے عجب آب و ہوائے طیبہ
چھوٹ سے جس کی بدلتے ہوئے دیکھے چہرے

رنگ فیضان مدینہ جنہیں ہو جائے نصیب
خود ہی ہوتے ہیں فدا دیکھ کے اپنے چہرے

کر کے طیبہ کی زیارت جو قمر آتے ہیں
سارے چہروں سے جدا ہوتے ہیں ان کے چہرے

قمر وارثی (کراچی)

قطرہ ہوں سمندر کی طرف دیکھ رہا ہوں
میں روضۂ اطہر کی طرف دیکھ رہا ہوں

کیا پوچھیے کس کیف کا عالم ہے کہ بس میں
سرکار کے منبر کی طرف دیکھ رہا ہوں

کب تاب نظر ہے مجھے معلوم ہے پھر بھی
میں گنبد اخضر کی طرف دیکھ رہا ہوں

جس در کی حضوری ہے شفاعت کی ضمانت
حسرت سے اسی در کی طرف دیکھ رہا ہوں

دیکھے تو کوئی اوج مقدر کہ میں پیہم
نعلین پیمبر کی طرف دیکھ رہا ہوں

ٹپکے جو در پاک پہ آنسو تو یہ دیکھا
گنجینۂ گوہر کی طرف دیکھ رہا ہوں

اللہ رے طیبہ کے ہر اک سنگ کا عالم
جیسے میں گل تر کی طرف دیکھ رہا ہوں

کس شان سے قرب در آقا میں بسے ہیں
حیرت سے ہر اک گھر کی طرف دیکھ رہا ہوں

دیکھا جو قمر باب شہ دیں تو لگا ہے
میں خلد کے منظر کی طرف دیکھ رہا ہوں

قمر وارثی (کراچی)

رکھتا ہے کیف و راحتِ فکر و نظر سے کام
یاد نبی میں جس نے لیا چشم تر سے کام

اک بار جلوہ گاہ نبی دیکھنے کے بعد !
آنکھوں کو اب ہے خواہش بار دگر سے کام

راز آشنائے مقصد ہستی ہوا وہ دل
رہتا ہے جس کو عشق شہ بحر و بر سے کام

ہے اب تو زندگی کے سفر میں یہ آرزو
رکھوں میں صرف جانب طیبہ سفر سے کام

قدموں میں اس کے حق نے بچھا دیں بلندیاں
جس نے لیا ہے کوچۂ آقا میں سر سے کام

آجائے جب خیال در مصطفیٰ تو پھر
کیا ذکر شام سے ہو کہ فکر سحر سے کام

روشن کیے چراغ رہ زندگی قمر
لے کر حروف مدحت خیر البشر سے کام

قاسم حبیبی برکاتی (کان پور)

خاک در سرکار میں اپنا اوج مقدر ڈھونڈ لیا
میری نگاہِ شوق نے اُن کے در کا پتھر ڈھونڈ لیا

ہو گیا حاصل پھر امداد رحمتِ عالم کا مہتاب
میری صدائے گم گشتہ نے پھر اپنا گھر ڈھونڈ لیا

اس کی باتیں رب کی باتیں کام ہیں اُس کے رب کے کام
جس کی ذات نے عشق و یقیں کا مرکز و محور ڈھونڈ لیا

دیکھ کے مجھ کو زلف نبی کے سائے میں کہتے ہیں لوگ
تپتے صحرا میں بھی تو نے خلد کا منظر ڈھونڈ لیا

بھاگ رہا ہے میری جانب ایک ہجوم تشنہ لباں
میری نگاہوں نے دامانِ صاحب کوثر ڈھونڈ لیا

ذرۂ خاک مدینہ پا کر بول اٹھے عشاق نبی
چرخ محبت کا ہم نے بھی مہر منور ڈھونڈ لیا

اب تو سکون قلب کے موتی مجھ پہ نچھاور ہوتے ہیں
جس کی طلب تھی میری طلب کو میں نے وہ در ڈھونڈ لیا

جسم نے ڈھونڈی اپنی مٹی اور وہیں کا ہو بیٹھا
لیکن میری روح نے کوئے شافع محشر ڈھونڈھ لیا

دیکھ کے دل عاشق کا بولے حشر میں قدسی رحمت کے
نقش ہے جس پر پائے شہ دیں تو نے وہ پتھر ڈھونڈ لیا

بحر لطف نبی تک پہنچا قاسم تو آئی یہ صدا
کشکول حسرت نے ترے تابندہ گوہر ڈھونڈ لیا

قاسم حبیبی برکاتی (کان پور)

جب درِ آقا پہ میں نے اپنا شہپر رکھ دیا
تاجِ ہر رفعت خدا نے میرے سر پر رکھ دیا

وردِ نامِ مصطفیٰ کی موجِ رحمت بار نے
پتلیوں میں گنبدِ خضرا کا منظر رکھ دیا

خاکِ کوئے مصطفیٰ کی یاد آئی، اور مجھے
یوں لگا، جیسے کسی نے تاج سر پر رکھ دیا

طائرِ نعتِ نبی نے دفعتاً میرے لیے
وادیِ تاریک میں مہرِ منور رکھ دیا

خلد کی بخشش سند اللہ نے بوبکر کو
اور لقب سرکار نے صدیق اکبر رکھ دیا

میں نے جب مانگا خدا سے گوہر جاہ وحشم
میرے ہاتھوں پر غبارِ کوئے سرور رکھ دیا

ہر جبین رفعت کونین کو خم دیکھ کر
طائر تخیل نے اس در پہ شہپر رکھ دیا

دیکھ کر گیسوئے آقا نے خزاں کے دام میں
دامن کشت محبت پر سمندر رکھ دیا

خلد کی رعنائیاں بھی ہوگئیں محو طواف
جب لحد میں مصطفیٰ نے پائے انور رکھ دیا

شکر کر قاسم کہ تیرے دامن بے رنگ میں
تیرے رب نے نعت کا خوش رنگ گوہر رکھ دیا

قاسم حبیبی برکاتی (کان پور)

ہر اک نظر میں کیا جس نے معتبر مجھ کو
وہ روز حشر بھی رکھے گا ہم سفر مجھ کو

کف ہنر پہ منور ہے شمع عشق نبی
نگاہ رشک سے دیکھا کرے قمر مجھ کو

میں ایک ذرۂ بے قدر کے سوا کیا تھا
نبی کے لمس نظر نے کیا گہر مجھ کو

پرند فکر کی پرواز ہے مدینے تک
تخیلات نے بخشے ہیں بال و پر مجھ کو

امین عکس مدینہ ہو جس کا ہر قطرہ
خدائے پاک عطا کر وہ چشم تر مجھ کو

انہی کے نام سے منسوب خامۂ ادراک
عطا کریں گے وہی رفعت ہنر مجھ کو

میں اس لیے ہوں منور سیاہ راتوں میں
اُجالتی ہے تری خاک رہ گذر مجھ کو

چمک رہا ہے جو مہتاب اسم مصطفوی
دعائیں دینے لگے میرے بام و در مجھ کو

بکھیر دیتی ہے قاسم ہوائے گردشِ وقت
سمیٹ لیتی ہے اک وسعت نظر مجھ کو

قاسم حبیبی برکاتی (کان پور)

نور سراپا ڈالی ڈالی روشن پتہ پتہ ہے
اُن کے ذکر کے پھول کھلے ہیں گلشن مہکا مہکا ہے

ٹوٹی پھوٹی میری نگارش ٹوٹا پھوٹا لہجہ ہے
لیکن پھر بھی رحمت اُن کی مجھ پر لمحہ لمحہ ہے

کس کے ذکر سے تیرا چہرہ روشن روشن لگتا ہے
کاہکشاں تیرے ماتھے پر کس کے نام کا سہرا ہے

کوئے نبی میں جب میں پہنچوں مجھ کو شرف یہ مل جائے
اُن کی رحمت خود ہی پوچھے حال تمہارا کیسا ہے

جب بھی پریشاں ہوتا ہوں میں رنج والم کی یورش میں
اُن کی نعت کا پیارا نغمہ دل میرا بہلاتا ہے

اُن کی شفاعت ، اُن کا کوثر ، اُن کا میزاں، اُن کی خلد
ہم ہیں اُن کے چاہنے والے حشر میں سب کچھ اپنا ہے

چاند ستاروں سے یہ کہہ دو نور کا صدقہ لے جائیں
اُن کے ذکر کا پیارا سورج میرے گھر میں اترا ہے

آگ گناہوں کی بجھتی ہے ٹھنڈک ملتی ہے دل کو
یاد نبی کی کرتے کرتے جب کوئی آنسو گرتا ہے

کچھ ایسے انداز میں دل سے نام نبی کا نکلا آج
دور قریب اک ایک کے لب پر صلِ علیٰ کا نغمہ ہے

اب تک اُن کی دید کی خواہش تشنہ تشنہ ہے قاسم
پھر بھی کچھ ایسا لگتا ہے جیسے اُن کو دیکھا ہے

قاسم حبیبی برکاتی (کان پور)

ان کے گھر کا دانہ دانہ کتنا اچھا ہے
اور انھی سے مانگ کے کھانا کتنا اچھا ہے

بزم تصور روز سجانا کتنا اچھا ہے
روز مدینے آنا جانا کتنا اچھا ہے

قریہ قریہ کوچہ کوچہ بستی بستی میں
نعت نبی کے شعر سنانا کتنا اچھا ہے

نقش قدم کے بوسے لے کر اور آنکھیں مل کر
خاک در کا سرمہ لگانا کتنا اچھا ہے

کوئی بلا نازل نہ کرے گا ہم پر ربّ کریم
سرور دیں کا پیارا زمانہ کتنا اچھا ہے

اہل دل کو، اہل نظر کو، اہل محبت کو
ذکر شہ کونین سنانا کتنا اچھا ہے

میزاب رحمت پہ دعائیں کتنی اچھی ہیں
آب زمزم پینا پلانا کتنا اچھا ہے

آنا ہے میلاد مبارک، جانا ہے معراج
میرے نبی کا آنا جانا کتنا اچھا ہے

گنبد خضرا، نور کی بارش اور سنہری دھوپ
طیبہ کا منظر وہ سہانا کتنا اچھا ہے

نام نبی کا لکھ کر اپنے سر پر رکھ لینا
قرآں کو سینے سے لگانا کتنا اچھا ہے

ذکر شہ کونین کی محفل پر وہ رحمت کے
ہلکے ہلکے بادل چھانا کتنا اچھا ہے

گھر کی دیواروں کو سجانا ہو تو اے لوگو
گنبد سبز کا طغرہ لگانا کتنا اچھا ہے

ہوش گئے، دیوانگی آئی اور ملی جنت
اُن کا ہو کر کھونا پانا کتنا اچھا ہے

یاد رحمت عالم کی دیوار کے سائے میں
روتے روتے ہی سوجانا کتنا اچھا ہے

یاد نبی میں دیپ جلا کر اشکوں کے قاسم
گھر آنگن چوپال سجانا کتنا اچھا ہے

مظفر وارثی (لاہور)

مر کے اپنی ہی اداؤں پہ اَمر ہو جاؤں
اُن کی دہلیز کے قابل میں اگر ہو جاؤں

اُن کی راہوں پہ مجھے اتنا چلانا یارب!
کہ سفر کرتے ہوئے گردِ سفر ہو جاؤں

زندگی نے تو سمندر میں مجھے پھینک دیا
اپنی مٹھی میں وہ لے لیں تو گہر ہو جاؤں

میرا محبوب ہے وہ راہبرِ کون و مکاں
جس کی آہٹ بھی میں سن لوں تو خضر ہو جاؤں

اس قدر عشقِ نبی ہو کہ مٹا دوں خود کو
اِس قدر خوفِ خدا ہو کہ نڈر ہو جاؤں

جو پہنچتی رہے ان تک جو رہے محو طواف
ایسی آواز بنوں، ایسی نظر ہو جاؤں

ضرب دوں خود کو جو ان سے تو لگوں لاتعداد
وہ جو مجھ میں سے نکل جائیں صفر ہو جاؤں

آرزو اب تو مظفر جو کوئی ہے تو یہ ہے
جتنا باقی ہوں مدینے میں بسر ہو جاؤں

مظفر وارثی (لاہور)

قدم قدم پہ خدا کی مدد پہنچتی ہے
درود سے مرے دل کو رسد پہنچتی ہے

یہ آسماں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا
جہاں تک آپ کے قدموں کی حد پہنچتی ہے

مرے حضور کی آواز مجھ تلک اکثر
بہ خوب صورتی خال و خد پہنچتی ہے

کرے زبانِ ازل جب بھی تذکرہ ان کا
سلام پڑھتی ہوائے ابد پہنچتی ہے

کبھی یہاں چلے آتے ہیں بے سفر آقا
کبھی وہاں مری جاں بے جسد پہنچتی ہے

سر اپنا پائے رسالت مآب پر رکھ دوں
تو آسماں پہ بلندیِ قد پہنچتی ہے

جلوسِ عشقِ نبی کا ہو جس طرف سے گزر
مرے جنوں کو بھی لے کر خرد پہنچتی ہے

درود کا دیا جاتا ہے جب ثواب مجھے
بہشت تک مری دو گز لحد پہنچتی ہے

سلام و نعت مظفر یہاں میں پڑھتا ہوں
قبولیت کی حرم سے سند پہنچتی ہے

مظفر وارثی (لاہور)

وجود چاہے فرشتو عدم میں رکھ دینا
چراغ دل مرا طاق حرم میں رکھ دینا

مہ و نجوم مجھے ایک نعت لکھنی ہے
تمام روشنی میرے قلم میں رکھ دینا

کہاں عمل مرے، میزان کردگار کہاں
مجھے تو سایۂ خیر الامم میں رکھ دینا

درود آپ پہ بھیجے بغیر سانس نہ لوں
یہ بھوک بھی مرے مولا شکم میں رکھ دینا

متاع اشک بھی آقا قبول ہے مجھ کو
تصور اپنا مگر چشم نم میں رکھ دینا

بقایا عمر بھی ہے کاٹنی مظفر کو
امید وصل جدائی کے غم میں رکھ دینا

مظفر وارثی (لاہور)

پکار مجھ کو نہ دنیا، چلا ہوں سوئے رسول
تجھے تلاش مری، مجھ کو جستجوئے رسول

میں کیوں نفاذِ قیامت کا انتظار کروں
مری بہشت ہے شہرِ رسول، کوئے رسول

میں جب سے آپ کے در سے لپٹ کے آیا ہوں
مرے وجود میں رچ بس گئی ہے بوئے رسول

نقوش پائے محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرا قبیلہ ہے
اور اس قبیلے کی سردار آرزوئے رسول

تمام عمر کے سجدوں کو غسل کروا دوں
جو دست یاب ہو اک قطرۂ وضوئے رسول

سماعتوں کی بھی معراج ہوتی رہتی ہے
میں سنتا رہتا ہوں قرآں سے گفتگوئے رسول

میں کیسے ان کے خدوخال بھول سکتا ہوں
کیا ہوا ہے نگاہوں نے حفظ، روئے رسول

ضمیر و ذہن کو سیراب کرتی رہتی ہے
مرے لہو سے گزرتی ہے آب جوئے رسول

ہتھیلیوں پہ مری مہر و ماہ رکھے ہیں
کھڑا ہوا ہوں مظفر میں رو بہ روئے رسول

مظفر وارثی (لاہور)

نبی کا نام جب میرے لبوں پر رقص کرتا ہے
لہو بھی میری شریانوں کے اندر رقص کرتا ہے

مری بے چین آنکھوں میں وہ جب تشریف لاتے ہیں
تصور ان کے دامن سے لپٹ کر رقص کرتا ہے

وہ صحراؤں میں بھی پانی پلا دیتے ہیں پیاسوں کو
کہ ان کی انگلیوں میں بھی سمندر رقص کرتا ہے

پڑے ہیں نقشِ پائے مصطفےٰ کے ہار گردن میں
جبھی تو روح لہراتی ہے، پیکر رقص کرتا ہے

خیال آتا ہے جب بھی گرمیِ روزِ قیامت کا
غمِ عصیاں سرِ دریائے کوثر رقص کرتا ہے

زمین و آسماں بھی اپنے قابو میں نہیں رہتے
تڑپ کر جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قلندر رقص کرتا ہے

لگی ہے بھیڑ اُس کے گرد یہ کیسی فرشتوں کی
یہ کس کا نام لے لے کر مظفر رقص کرتا ہے

محسن نقوی (لاہور)

کبھی جو اس میں رسول کا نقشِ پا ملا ہے
ہمارے دل کو مقام غار حرا ملا ہے

دعا بھی تیری، قبولیت کو رضا بھی تیری
یہ کم نہیں ہے کہ مجھ کو دستِ دعا ملا ہے

عجیب سر ہے کہ عرش تک سرفراز ٹھہرا
عجیب در ہے کہ اس پہ آ کر خدا ملا ہے

تمام جگنو زکوٰۃ تیرے گداگروں کی
بھٹکنے والی ہوا کو کیا کیا دِیا ملا ہے

میں تیری مدحت کو کس بلندی پہ حرف سوچوں؟
تو انبیا کے ہجوم میں بھی جدا ملا ہے

ملا ہے دل کو وہ حوصلہ تجھ سے لَو لگا کر
کہ جیسے موسیٰ کو معجزے میں عصا ملا ہے

نہ پوچھ تجھ پر سلام کہنے میں کیا کشش تھی
کہیں خدائی، کہیں خدا ہم نوا ملا ہے

میں تیرے دامن کا سایہ اوڑھے جو شب کو نکلا
تو روشنی سے اٹا ہوا راستہ ملا ہے

یہ بے پر و بال حرف ہیں شرمسار تجھ سے
تو فکر کی دست رس سے بھی ماورا ملا ہے

میں جب بھی اپنی حدوں سے نکلا کہ تجھ کو پاؤں
محیطِ فکر و خیال اک دائرہ ملا ہے

وہ دائرہ جس میں نارسائی کی کرچیاں تھیں
سمٹ کے جس میں ہر اک نفس بے صدا ملا ہے

تری جدائی کے زخم ہیں یا گلاب گجرے
کہ ہجر تیرا مثالِ موجِ صبا ملا ہے

دل شکستہ سے عرش تک ہے تری رسائی
کہاں سے چل کر کہاں ترا سلسلہ ملا ہے

اسے تو محشر کی دھوپ بھی چاندنی کا چولا
وہ دل جسے تیرے شوق کا آسرا ملا ہے

عطا ہو بخشش وگرنہ دنیا یہ پوچھتی ہے
کہ بول پیاسے تجھے سمندر سے کیا ملا ہے؟

مری نگاہوں میں منصب تاج و تخت کیا ہیں
کہ فقر تیرے کرم سے بے انتہا ملا ہے

یہ ناز ہے امتی ہوں میں اس نبی کا محسنؔ
جسے نواسہ حسین سا لاڈلا ملا ہے

محسن نقوی (لاہور)

یہ معجزۂ نعتِ رسولِ مدنی ہے
جو لفظ بھی لکھتا ہوں عَقیق یمنی ہے

حرفوں کی قطاریں ہیں کہ رنگوں کے جزیرے
الفاظ کی جھلمل ہے کہ گل پیرہنی ہے

چہرے کی شعاعوں کے گداگر مہ و خورشید
زلفوں سے خجل شب کی ستارہ بدَنی ہے

اک تو کہ ترے دوش پہ بخشش کی ردائیں
اک میں کہ مرے ساتھ مری بے کفَنی ہے

میں سایۂ طوبیٰ کی خنک رُت سے ہوں واقف
مولا تری گلیوں کی مگر چھاؤں گھنی ہے

اب کس سے کہوں کیا ہے ترے ہجر کا عالم
جو سانس بھی لیتا ہوں وہ نیزے کی انی ہے

جو کچھ مجھے دینا ہے زمانے سے الگ دے
وہ یوں کہ زمانے سے مری کم ہی بنی ہے

حاصل ہے اسے سایۂ دامان پیمبر
محسن سر محشر بھی مقدر کا دھنی ہے

محسن نقوی (لاہور)

سکوت حرف کو اذن بیان دیتا ہے
وہ دشت فکر میں اب بھی اذان دیتا ہے

سیاہ شب کی ہتھیلی پہ کاڑھ کر جگنو
وہ رہرووں کو سحر کا نشان دیتا ہے

کبھی جو مجھ سے الجھتا ہے دوپہر کا عذاب
وہ میرے سر پہ کرم اپنا تان دیتا ہے

وہی تو ہے جو رتوں کے شکار کرنے کو
گھٹا کے ہاتھ دھنک کی کمان دیتا ہے

مری خطا کو ہے محشر میں جستجو اس کی
جو لغزشوں کو ہمیشہ امان دیتا ہے

میں پر شکستہ سہی ، اس کی شہر میں ہوں جہاں
زمیں پہ بھی وہ مجھے آسمان دیتا ہے

ازل سے دل ہے اسی مہرباں سخی کا اسیر
جو حوصلوں کو ابد تک اڑان دیتا ہے

میں حرف وصوت کی خیرات اس سے مانگتا ہوں
جو پتھروں کو بھی رزق زبان دیتا ہے

کٹے جو ہجر تو کچھ اجر انتظار ملے
کہ لمحہ لمحہ یہ دل امتحان دیتا ہے

سکوت شب میں ابھرتے درود کا جھونکا
سماعتوں کو تری داستان دیتا ہے

میں بے بساط بشر تجھ پہ کیا نثار کروں
تری ادا پہ تو جبریل جان دیتا ہے

شب سیاہ میں طوفاں ہو جب ستارہ شکار
وہ کشتیوں کو وہاں بادبان دیتا ہے

کچھ اس لیے بھی میں اب اس پہ سوچتا ہوں بہت
مجھے یقین کی دولت ، گمان دیتا ہے

مرا سخی مرے ہر شعر کی عوض محسن
مجھے بہشت بریں میں مکان دیتا ہے !

معین نظامی (لاہور)

دائم دل و نظر پہ نزول سکینہ ہے
ادنیٰ سا یہ کمالِ جمالِ مدینہ ہے

پہنچا ہوں ان کے در پہ ندامت بنا ہوا
ماتھے سے کچھ زیادہ ہی دل میں پسینہ ہے

کوئی سلیقہ بوسۂ دہلیزِ نور کا
پلکوں سے چومیے جو ذرا بھی قرینہ ہے

لازم ہے پیروی بھی محبت کے سوز میں
انگشتری ہے عشق، اطاعت نگینہ ہے

وابستہ ہوں مَیں دامن آلِ رسول سے
طوفانِ نوح میں یہ وسیلہ، سفینہ ہے

معین نظامی (لاہور)

دیارِ شوق میں آیا ہوا تھا دُور سے مَیں
مِلا طواف کُناں ایک موجِ نُور سے مَیں

مَیں پوچھتا تھا کہ رہتا ہے کون اِس گھر میں
مرے جواب میں کہتی تھی وہ غرور سے: مَیں

پھر اُس نے خود ہی کہا شانِ دل رُبائی سے
کہ آج اِدھر کو چلی آئی کوہِ طُور سے مَیں

مَیں سوچتا تھا کہیں یہ بھی وسوسہ ہی نہ ہو
ڈرا ہوا تھا بہت نفس کے فتور سے مَیں

وہاں پہ سُورۂ اصحابِ فیل سُنتا تھا
فضائے قُدس میں اُڑتے ہوئے طیور سے میں

یقین ہو گیا صدقِ مکاشفہ کا مجھے
سو سجدہ ریز ہوا قلبِ ناصبور سے مَیں

پھر ایک کپکپی شدّت سے مجھ پہ طاری ہوئی
لرزتا پھرتا تھا اِک وجد کے وفور سے مَیں

دل و نظر پہ تھا الہامِ کیفِ داوٗدی
کہ پڑھ رہا تھا کئی آیتیں زبور سے مَیں

قریب تھا کہ مَیں مدہوش ہو کے گر جاتا
کچھ ایسے مست ہوا لذّتِ سُرور سے مَیں

خیال ہی نہ رہا مجھ کو سات پھیروں کا
بچھڑ گیا تھا کہیں پر مرے شعور سے مَیں

وہیں کہیں وہ تجلّی بھی جُزوِ غیب ہوئی
اُسی کو مانگنے آیا ہوں اب حضور سے مَیں

محمد احمد رمز (سیتا پور)

کُن کی فضا میں پہلی نوا بھی ان کی ہے
وہ ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حمد خدا بھی ان کی ہے

سارا نظام آب و گل ہے ان کے لیے
باغ نفس میں موج صبا بھی ان کی ہے

دوڑ رہی ہے بن کے لہو جو رگ رگ میں
یہ سرمستیِ جوئے عطا بھی ان کی ہے

نور مبیں وہ جلوۂ عرش بھی ہے ان کا
فرش نشیں وہ ، خاک حرا بھی ان کی ہے

کلمۂ حق کی ضرب انہی کے نام کی گونج
شان صدائے صل علیٰ بھی ان کی ہے

نطق نبی کی اک اک لہر آواز سروش
یہ ترسیل حرف و صدا بھی ان کی ہے

وہ چاہیں تو پار اتاریں مجھ کو رمز
میں بھی ان کا میری دعا بھی ان کی ہے

محمد فیروز شاہ (میاں والی)

آپ کے در کی گدا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا
اس لیے ہی خوش ادا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

حمد کرتے، نعت پڑھتے طائرانِ خوش گلو
اور ان کی ہم نوا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

ایک نسبت ہے انھیں خاک مدینہ پاک سے
موسم گل کی دعا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

آپ کے رستے پہ چلنا جب سے چھوڑا شہر نے
شہر والوں سے خفا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

آپ کی رحمت کے صدقے میں انھیں رتبے ملے
رہبری کرتی صدا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

اک معطر نور کی، فیروز، ہیں یہ برکتیں
خوش نما و دل ربا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

محشر بدایونی (کراچی)

آ کے طیبہ سے طلب اور ہے تشنہ تشنہ
دھڑکنیں دل کی صدا دیتی ہیں طیبہ طیبہ

کسی دیوار کا سایہ بھی کوئی سایہ ہے
آپ کے دامن رحمت کا ہے سایہ سایہ

خلق معجز یہ ہے، جو آئنۂ دل ٹوٹا
آئنہ کر دیا پھر جوڑ کے ریزہ ریزہ

کار دیں سخت کٹھن اور یہ رضائے شہ دیں
لوگ پتھر ہیں، پگھل جائیں گے رفتہ رفتہ

آپ کے سائے میں آجائے تو یہ حال ہو کیوں
آدمی عقل کے نرغے میں ہے تنہا تنہا

حرم و طیبہ میں گزریں جو مرے شام و سحر
خلد ساماں ہو مری زیست کا لمحہ لمحہ

امتی جائیں کہاں جائے اماں پائیں کہاں
یہ غلام آپ کے آپ ان کے ہیں آقا آقا

محمد اکرم رضا (گوجرانوالہ)

ذوقِ یقیں سے سرورِ دیں کو پکار دیکھ
ہوتی ہے کیسے رحمتِ پروردگار دیکھ

رشکِ نجوم و کہکشاں اُن کا وجود ہے
ذرّاتِ ریگِ ملکِ عرب کا نکھار دیکھ

مژدہ سنائے ہم کو شفاعت کا حشر میں
کس کا سوائے آپ کے ہے اختیار دیکھ

کشتِ یقین، حسنِ عقیدت کا دے کے نم
قلب و نظر میں حبِ نبی کی بہار دیکھ

پیوند ہیں لباس میں، حجرہ نشین ہے
سادہ ہے کس قدر شہِ گردوں وقار دیکھ

سلطانِ دیں کے پیٹ پہ پتھر بندھے ہوئے
فقر و غنا و صبر کا یہ شاہکار دیکھ

ہوگی حیاتِ دائمی تجھ کو رضا نصیب
عشقِ نبی میں زندگی کر کے نثار دیکھ

نور احمد قادری (اسلام آباد)

دے کر نبی کی نعت کا ذوق بیاں مجھے
پہنچا دیا خدا نے کہاں سے کہاں مجھے

رہنے لگا ہے شام و سحر یہ گماں مجھے
لے جائے گا یقیں مرا، اک دن وہاں مجھے

طیبہ کی سرزمیں کو بھلا اور کیا کہوں
ہونے لگا ہے عرش کا اس پر گماں مجھے

خدشہ نہیں ہے برق تپاں کا کوئی وہاں
مل جائے کاش طیبہ میں اک آشیاں مجھے

رکھ لیں حضور حشر میں، اس بے کسی کی لاج
عصیاں مرے کریں نہ کہیں رائگاں مجھے

یارب، عطا ہو پھر مجھے طیبہ کی حاضری
ان کے حضور کہنی ہے اک داستاں مجھے

ہر شخص کی زبان پہ ہو ذکر نور کا
اے کاش ایسا مل سکے حسن بیاں مجھے

نشترؔ اکبر آبادی (کراچی)

ڈرا سکا نہ کوئی حادثہ ذرا مجھ کو
مرے نبی نے دیا ہے یہ حوصلہ مجھ کو

حیات دی ہے تو پھر آدمی بنا مجھ کو
نبی کا عشق عطا کر مرے خدا! مجھ کو

نکھر گیا ہے ہر اک گوشہ حیات کا رنگ
لگی ہے گنبد خضرا کی جب ہوا مجھ کو

ہوائے عشق مدینہ! مجھے سہارا دے
میں تھک کے بیٹھ گیا ہوں اٹھا ذرا مجھ کو

سفر طویل ہے ذکر رسول کرتا چل
کوئی حدیث سُنا میرے ہم نوا! مجھ کو

مدینہ دور ہے میں راستے میں ہوں نشترؔ
ستا رہا ہے بہت بخت نارسا مجھ کو

نصیر سراجی (بنارس)

فضائے جاں میں ہے جو اجالا حضور کا ہے
یہ چاند سا اسم اور یہ ہالہ حضور کا ہے

ہواؤں نے کردیا ہے چھڑکاؤ خوشبوؤں کا
یہاں سے ناقہ گزرنے والا حضور کا ہے

بہت ہی سادہ حیات تھی سیدُ البشر کی
گواہ یہ کاٹھ کا پیالہ حضور کا ہے

زبانِ عُروہ سے سن لو بیتابیِ صحابہ
میں کیا بتاؤں کہ کیا غُسالہ حضور کا ہے

عطائے رب سے ہر ایک شے ملکیت ہے ان کی
ہمارے منہ میں ہے جو نوالہ حضور کا ہے

کھنچا ہوا ہے حصار واللّٰہُ یعصِمُكَ کا
نگاہ باں خود خدا تعالیٰ حضور کا ہے

غلامِ دربارِ مصطفیٰ ہے مرا تعارف
مرا تعارف فقط حوالہ حضور کا ہے

سوال : کہیے ، مقامِ محمودیت ہے کس کا
جواب : سنیے جنابِ والا ، حضور کا ہے

چراغ مانگو تو ہاتھ پر ماہ تاب رکھ دیں
کرم کا انداز ہی نرالا حضور کا ہے

فرشتے لہرا رہے ہیں فتح و ظفر کا پرچم
جہاد کی راہ میں رسالہ حضور کا ہے

ہر اک مجدّد ہے تربیت یافتہ انھیں کا
صدی کا ہو یا ہزار سالہ حضور کا ہے

یہ خاکدانِ زمیں ہو یا کائناتِ گردوں
ہر ایک عالم میں بول بالا حضور کا ہے

دعا ہے، رضوان بابِ جنت پہ مجھ سے کہہ دیں
چل آجا، تو کلمہ پڑھنے والا حضور کا ہے

سنا ہے محشر میں بادشہ بھی فقیر ہوں گے
وہاں تو بس سکّہ چلنے والا حضور کا ہے

نسب بھی ان کا تمام انساب سے ہے برتر
حسب بھی واللہ سب سے اعلیٰ حضور کا ہے

ہے جذب فیضانِ موئے پاکِ حضور اس میں
ادب سے پینا کہ یہ غسالہ حضور کا ہے

نصیر تم نعت پڑھتے رہتے ہو نیند میں بھی
یہ خاص فیضان لا محالہ حضور کا ہے

نصیر سراجی (بنارس)

تابانیِ جمالِ نبی کچھ نہ پوچھیے
حسنِ ازل کی جلوہ گری کچھ نہ پوچھیے

سارا وجود گم ہے تمنائے دید میں
کیسی ہے لذتِ ارِنی کچھ نہ پوچھیے

آغوش آمنہ میں جب آئے تھے مصطفیٰ
کیسی تھی وہ سہانی گھڑی کچھ نہ پوچھیے

کلیوں میں جان پڑگئی ذرے چمک اٹھے
آقا کی شانِ خندہ لبی کچھ نہ پوچھیے

صفّہ کا نور پھیلا ہے از شرق تا بہ غرب
فیضانِ درس گاہِ نبی کچھ نہ پوچھیے

داعی، بشیر، نور، نبی، مصطفیٰ، نذیر
پیارے نبی کی خوش لقبی کچھ نہ پوچھیے

جنت کا کر رہے ہیں زمیں سے مشاہدہ
آقا کی معجزہ نظری کچھ نہ پوچھیے

الفاظ نارسا ہیں ، زباں گنگ ، عقل دنگ
کیسے ہیں سیدِ مدنی کچھ نہ پوچھیے

دست کرم ہے فیض و عنایت کا آبشار
میرے نبی ہیں کتنے سخی کچھ نہ پوچھیے

سینے پہ ہاتھ رکھ کے میں پڑھنے لگا درود
تسکین دل کو کتنی ملی کچھ نہ پوچھیے

کیوں روح بے قرار ہے؟ کیوں دل ہے مضطرب
کیوں ہے یہ آنسوؤں کی جھڑی کچھ نہ پوچھیے

دندانِ مصطفیٰ کی یہ حیران کن چمک
تابندہ موتیوں کی لڑی کچھ نہ پوچھیے

طائف میں زخم کھا کے بھی دیتے رہے دعا
رحمت لقب کی خوش خُلقی کچھ نہ پوچھیے

ان پر فدا ہے سارا جہانِ جمالیات
کتنے حسیں ہیں پیارے نبی کچھ نہ پوچھیے

جب پہلی بار آیا نظر روضۂ رسول
بے تاب عاشقوں کی خوشی کچھ نہ پوچھیے

دل نے تڑپ کے جب کہا سرکار ! المدد
رحمت کی کتنی بھیک ملی کچھ نہ پوچھیے

ہجرِ درِ رسول نے جب مضطرب کیا
کس کیفیت میں رات کٹی کچھ نہ پوچھیے

سدرہ پہ جبرئیل ، محمد(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ورائے عرش
معراجِ عظمتِ بشری کچھ نہ پوچھیے

جس سو اٹھے ، قطار ستاروں کی لگ گئی
قدموں کی کہکشاں اتری کچھ نہ پوچھیے

ربِ قلم نے بخشی ہے دستارِ علّمك
گیرائی علومِ نبی کچھ نہ پوچھیے

آدم و من سِواہُ ہیں زیرِ لوائے حمد
اعزازِ سیدُ البشری کچھ نہ پوچھیے

محبوب اور مُحِب کا یہ سربستہ راز ہے
کیا رب سے ان کی بات ہوئی کچھ نہ پوچھیے

کیا ہے جوامعِ کلِم مصطفیٰ کی شان
کوزہ میں سمٹی کیسے ندی کچھ نہ پوچھیے

کس کی دعا سے آئی تھی فوجِ ملائکہ
کس طرح فتحِ بدر ہوئی کچھ نہ پوچھیے

نذرانۂ شہی کو بھی ٹھکراکے چل دیے
ان کے قلندروں کی خودی کچھ نہ پوچھیے

سوچا تھا جتنا اس سے زیادہ ملا نصیر
ان کی عطا ، فداہ ابی ، کچھ نہ پوچھیے

نصیر سراجی (بنارس)

نگہِ سیدِ سادات ہوئی نعت ہوئی
دل پہ الہام کی برسات ہوئی نعت ہوئی

طاقِ باطن میں جلا آیتِ نجویٰ کا چراغ
دل ہوا صدقے، مناجات ہوئی نعت ہوئی

بن گیا گوش و زباں میرا تصور امشب
پیارے آقا سے مری بات ہوئی نعت ہوئی

چاندنی رات تھی اور گنبد خضرا کا خیال
آج جنت میں مری رات ہوئی نعت ہوئی

مجھ کو مولا نے دیا نعت نگاری کا شرف
کتنی خوش بخت مری ذات ہوئی نعت ہوئی

حرف و معنی کو ملا خلعتِ تعظیمِ رسول
رہ نما سورۂ حجرات ہوئی نعت ہوئی

لفظ در لفظ اتر آیا بلالی آہنگ
مرحمت عشق کی سوغات ہوئی نعت ہوئی

ذہن میں حسن مدینہ کی شعاعیں چمکیں
کیف زا صورت حالات ہوئی نعت ہوئی

میں کہ الفاظ و معانی سے تہی دامن تھا
رحمتِ قبلۂ حاجات ہوئی نعت ہوئی

دل اِدھر تڑپا ، اُدھر وہ ہوئے مائل بہ کرم
مہرباں شدتِ جذبات ہوئی نعت ہوئی

فیضِ جبریل امیں سے ملا رنگِ تنزیہ
خوب تطہیرِ خیالات ہوئی نعت ہوئی

فکر کی شاخ پہ کھل اٹّھے ثنا کے غنچے
بارشِ رحمت و برکات ہوئی نعت ہوئی

دن مشاغل کے بھنور میں رہا الجھا الجھا
پھر یہ گرداب ہٹا رات ہوئی نعت ہوئی

خوب دیکھی ورفعنا لك ذكرك کی بہار
شاعری تابعِ آیات ہوئی نعت ہوئی

طاقِ نسیاں پہ تھے الفاظ، مضامین تھے گم
جب عطا ہاشمی خیرات ہوئی نعت ہوئی

سوزِ جاں ڈھلنے لگا شعر کے پیرائے میں
درد کی دل سے ملاقات ہوئی نعت ہوئی

شاعری، کارِ عبث جس کو سمجھتے تھے لوگ
باعثِ دفعِ بلیّات ہوئی نعت ہوئی

طلع البدرُ علینا کا مدُھر گیت چھڑا
اور پھر طلعتِ لمعات ہوئی نعت ہوئی

خاورِ فکر پہ انعام کا سورج چمکا
منکشف صبحِ بشارات ہوئی نعت ہوئی

کاش حسّان یہ فرما کے سند دے دیں نصیر
کوثری جیتے رہو نعت ہوئی نعت ہوئی

نصیر سراجی (بنارس)

چلا ہوں سوئے لحد لے کے آرزوئے رسول
سنا ہے ہوگا وہاں بے حجاب روئے رسول

تصورات کو چودہ صدی ادھر لے جا
سنائی دے گی فضاؤں میں گفتگوئے رسول

قسم خدا کی میں زمزم بھی چھوڑ سکتا ہوں
ملے جو پینے کو اک قطرۂ وضوئے رسول

انھیں کے سر پہ ہے تاجِ شفاعتِ کُبریٰ
بڑی امید سے سب دیکھتے ہیں سوئے رسول

فلک سے روز دیار نبی میں آتے ہیں
ملائکہ کو بھی رہتی ہے جستجوئے رسول

مرے سخن کو ہو معراج کا شرف حاصل
پڑھوں جو نعت کے اشعار رو بہ روئے رسول

درود بن کے ، ثنا بن کے ، التجا بن کے
نفس نفس میں رہے ذکر مشک بوئے رسول

فروغِ حسن پہ سو جان سے نثار ہوا
نظر بُراق کی جس وقت اُٹھی سوئے رسول

بہت ادب سے پیا جاتا ہے وہ آبِ طہور
عطا ہوا جسے اعزازِ غسل موئے رسول

بلا کے عرش پہ آقا سے ہم کلام ہوا
پسند کتنی خدا کو ہے گفتگوئے رسول

عزیزو! قبر میں مجھ کو لٹانے سے پہلے
مری جبیں پہ لگا دینا خاک کوئے رسول

اگر فضائے لحد میں مہکنا چاہتے ہو
نصیر غنچۂ دل میں بسالو بوئے رسول

نصیر سراجی (بنارس)

کیسے لب کھولوں امام الفُصحا کے آگے
شمع کیا پیش کروں شمس ضحیٰ کے آگے

عقل بے کیف آ ، زانوئے تلمذّ تہ کر
مکتبِ عشقِ نبی کے طلبہ کے آگے

ٹوٹ جائے ابھی رقّاص ستاروں کا طلسم
آئیں گر آپ کے نقشِ کفِ پا کے آگے

وہ تدلّٰی کا وہ قوسینِ اوادنیٰ کا مقام
کتنی معراجیں ہیں معراجِ دنیٰ کے آگے

علم، دانش وری، تہذیب ، سیاست، قانون
سر بہ خم سب ہیں کھڑے غارحرا کے آگے

کوئی جھونکا کبھی لپٹا کے بجھادے اس کو
شمعِ جاں رکھی ہے طیبہ کی ہوا کے آگے

کتنے شاہوں کو بھی دیکھا گیا کشکول بہ دست
ان کی دہلیز کرم کے فقرا کے آگے

میں نے اللہ سے جب اس کا نبی مانگ لیا
پھر بھلا کیا بچا اس ایک دعا کے آگے

سب کے سب بول اٹھے ما ھٰذا کلامُ البشر
پہنچی جب سورۂ کوثر بُلغا کے آگے

شعر سمجھو نہ انھیں، طشتِ ہنر میں میں نے
قاشِ دل رکھی ہے محبوبِ خدا کے آگے

ظلمتِ قبر درودوں سے فنا ہوگی نصیر
تیرگی ٹھہری ہے کب موجِ ضیا کے آگے

وسیم بریلوی (بریلی)

فلک کو میزبانی کی اجازت جب ملی ہوگی
تو بے چاری زمیں کی رات آنکھوں میں کٹی ہوگی

گلوں کی تمکنت کو کس نظر سے دیکھتی ہوگی
جو خوشبو آپ کو چھو کر کسی قابل ہوئی ہوگی

عرب کے چاند کی آمد سے پہلے کس نے سوچا تھا
کہ تپتی ریت کی قسمت میں ایسی چاندنی ہوگی

پہنچنا چاند پر تو اک بہانہ تھا مرے آقا
یہ دنیا آپ کا نقشِ کفِ پا ڈھونڈتی ہوگی

وسیم اُس در پہ دولت کے سہارے کون پہنچا ہے
جسے آقا بلائیں گے اُسی کی حاضری ہوگی

وقار طاہری برکاتی (کان پور)

یہ مہر و و ماہ یہ لیل و نہار ان کے ہیں
ہوائیں ان کی سبھی لالہ زار ان کے ہیں

یہ گھومتی ہوئی دھرتی طواف کرتے نجوم
کرشمہ ہائے جمود و فشار ان کے ہیں

اسیر وادی وجداں میں نغمگی ان کی
جو بج رہے ہیں دلوں میں ستار ان کے ہیں

رسد انہی سے پہنچتی ہے زیر سنگ ہمیں
ہمارے جیسے بھی زیر شمار ان کے ہیں

تمام پردۂ باطن کے راز داں بھی وہی
حقیر ان کے ہیں تو قیر دار ان کے ہیں

ادا کبھی حق توصیف مصطفیٰ نہ ہوا
اگرچہ مجھ پہ کرم بے شمار ان کے ہیں

زمانہ جن کو مرے اشک کہہ رہا ہے وقار
یہ سب چراغ کف انتظار ان کے ہیں

وقار طاہری برکاتی (کان پور)

کیا بات ہے یادِ مصطفیٰ میں
خوشبو سی مچل گئی فضا میں

مہتاب گھٹا سے کیسے نکلے
سرکار ہیں گوشۂ حرا میں

عارض سے فسونِ صبح قائم
زلفوں سے سیاہ رنگ شامیں

جو آپ کے اسمِ پاک میں ہے
تاثیر نہیں کسی دوا میں

سیرت میں نبی کی ہے منور
جو کچھ ہے صحیفۂ خدا میں

ممکن ہی نہیں کہ ہو نہ مقبول
شامل ہو درود جس دعا میں

اب ان کے کرم کا منتظر ہوں
اک عمر گزر گئی خطا میں

ہلال جعفری (ملتان)

یہ در عقدہ کشا ہے یہاں ایسا تو نہیں
مشکلیں حل نہ ہوئی ہوں کبھی دیکھا تو نہیں

طالب فقر ترا طالب دنیا تو نہیں
یہ گدائے شہ کونین ہے منگتا تو نہیں

جس کا سایہ نظر آیا نہ جہاں والوں کو
یہ کہیں خالق کونین کا سایہ تو نہیں

تم شب ہجر کی للہ سحر مت مانگو
غم گسارو یہ مرے غم کا مداوا تو نہیں

ضبط غم عشق کی معراج ہے شب بے دارو
اشک جم جاتا ہے پلکوں پہ ڈھلکتا تو نہیں

اے مدینے کے مسافر مجھے للہ بتا
مجھ سا مہجور کوئی راہ میں دیکھا تو نہیں

یہ جو کملی میں خدائی کو لیے بیٹھا ہے
یہ کہیں حسن مشیت کا سراپا تو نہیں

کوہ فاراں کا چراغ آج بھی روشن ہے ہلال
کن کی تنویر ہے یہ طور کا جلوہ تو نہیں

یاور وارثی عزیزی نوابی (کان پور)

جس پہ آقا کا نقش پا ہوتا
میں وہ خوش بخت راستہ ہوتا

کھاتے ہوتے مرے حضور کھجور
گٹھلیاں میں بٹورتا ہوتا

آ رہے ہوتے لیٹنے کو حضور
میں چٹائی بچھا رہا ہوتا

منھ دھلاتا میں صبح دم ان کا
شام کو پاؤں دابتا ہوتا

اپنا موچی مجھے بناتے وہ
جوتیاں ان کی گانٹھتا ہوتا

ابر کو ان کا سائباں بنتے
انہیں آنکھوں سے دیکھتا ہوتا

پیڑ کو دیکھتا میں چلتے ہوئے
جب اشارا حضور کا ہوتا

نعت حسان پڑھ رہے ہوتے
میرے ہونٹوں پہ مرحبا ہوتا

مصطفیٰ مسکرا رہے ہوتے
چاند قدموں کو چومتا ہوتا

ان کی رحمت بھری نگاہوں کا
میرے اطراف دائرہ ہوتا

ہاتھ رکھ دیتے مصطفیٰ مجھ پر
میں بھی آئنہ بن گیا ہوتا

ان کی خدمت میں زندگی کٹتی
سنگِ در ان کا گھر مرا ہوتا

خواب میں نے جو دیکھے ہیں یاور
کاش ویسے ہی سب ہوا ہوتا

یاور وارثی عزیزی نوابی (کان پور)

جلتے سورج کو بجھا سکتا ہے جگنو ان کا
کیا ہیں وہ رکھتا ہے ادراک کہاں تو ان کا

روشنی ان کی ہے سرمایۂ خوشبو ان کا
دشت در دشت پھرے قافلۂ ہو ان کا

آسماں اوڑھ کے تاروں کی قبا سوتا ہے
رم کیا کرتا ہے اس وقت بھی آہو ان کا

خون سے اپنے بنا دے گا چمن صحرا کو
قافلہ آ کے جو ٹھہرا ہے لبِ جُو ان کا

ورفعنا لك ذكرك کی سند دے کے انہیں
ذکر پھیلا دیا اللہ نے ہر سُو ان کا

حُسن کے جتنے ہیں معیار ہیں ان کے گھر میں
ایک اک بچہ نظر آتا ہے گُل رُو ان کا

رات رانی کی بکھرتی ہوئی خوشبو ان کی
ان کے ہیں بیلا چمیلی گل شبو ان کا

گزری صدیوں کے شب و روز ہوں پھر سے زندہ
حکم جو وقت کو دے دے خمِ ابرو ان کا

حسن سیرت، کرم، اخلاق، محبت، رحمت
نظم ہو سکتا نہیں ایک بھی پہلو ان کا

وہ جو بالوں کو جھٹک دیں تو ہوں دریا سیراب
آبِ رحمت کا ٹھکانہ ہے سرِ مُو ان کا

خدمتِ نعت وراثت میں ملی ہے یاور
لکھا کرتے تھے قصیدہ مرے ابو ان کا

یاور وارثی عزیزی نوابی (کان پور)

کُھلتے رستے جنگل صحرا جو ہے سب کچھ ان کا ہے
میل کا پتھر پیڑ کا سایہ جو ہے سب کچھ ان کا ہے

ساحل پر سر پھوڑتی موجیں، مچھلی، موتی، مونگا، سیپ
رنگ برنگے پتھر دریا جو ہے سب کچھ ان کا ہے

حج و زکوٰۃ و نفل و فرائض قومہ قعدہ سجدہ رکوع
بیت مقدس، مکہ، مدینہ جو ہے سب کچھ ان کا ہے

پانی پانی کرتی دھرتی پیاس کا عالم سوکھے ہونٹ
سبز مناظر بادل برکھا جو ہے سب کچھ ان کا ہے

حد نظر تک بہتا پانی رفتہ رفتہ اترتی رات
کشتی، چپو، ماجھی، دریا جو ہے سب کچھ ان کا ہے

روتی آنکھیں، بہتے آنسو، ان کی باتیں، ان کی یاد
چاند ستارے، بزم تمنا جو ہے سب کچھ ان کا ہے

وہ منبر وہ جنت کی کیاری ابرِ عطا کی وہ برسات
جالی سنہری گنبد خضرا جو ہے سب کچھ ان کا ہے

سبز لباسی صحن چمن کی کلیاں آنا شاخ بہ شاخ
روش روش پر پھول کا کھلنا جو ہے سب کچھ ان کا ہے

حشر کا میداں، جوئے کوثر، تاج شفاعت، غلماں، حور
باغ جنت، شاخ طوبیٰ جو ہے سب کچھ ان کا ہے

جس کو میرا گھر کہتے ہیں کیا چھت کیا در کیا دیوار
دہلیز، آنگن، بام، دریچہ جو ہے سب کچھ ان کا ہے

یاور انہیں کے دست کرم نے بھر دیے میرے سب کھلیان
کھیتی باڑی، باغ بغیچہ جو ہے سب کچھ ان کا ہے

یاور وارثی عزیزی نوابی (کان پور)

رہا ہمیشہ یہ بندہ ترا مرے حق میں
بروزِ حشر کہیں مصطفیٰ مرے حق میں

حریم دل بنا غارِ حرا مرے حق میں
بہت دنوں میں مقدر ہوا مرے حق میں

میں چاہتا تھا ملے ان کے نقشِ پا کا گلاب
بچھا گیا کوئی زنجیرِ پا مرے حق میں

نظر نہ آتا تھا کچھ، ان کا نام لیتے ہی
فصیل شب پہ جلا اک دیا مرے حق میں

غبارِ کوئے نبی مَل لیا جو چہرے پر
جواب دینے لگا آئنہ مرے حق میں

نبی کا نام خلا میں جو لکھ دیا میں نے
چنگھاڑتا ہوا موسم ہوا مرے حق میں

سوال خار نے عشق نبی پہ میرے کیا
جواب پھول نے ہنس کر دیا مرے حق میں

خرامِ یادِ نبی سے ہے دل مرا روشن
کرے گا فیصلہ میرا خدا مرے حق میں

میں ہاتھ باندھے کھڑا تھا درِ رسول پہ جب
مکان حرف و نوا کا کُھلا مرے حق میں

تڑپ رہا ہوں مدینے میں حاضری کے لیے
پھر ایک بار خبر لا صبا مرے حق میں

میں بال بال غلامِ نبی ہوں اے یاور
ہے رحمتوں کا ہر اک سلسلہ مرے حق میں

یاور وارثی عزیزی نوابی (کان پور)

چمک رہا ہے مرے دل کا آئنہ کیسا
غبار کوئے نبی نے کرم کیا کیسا

نبی کے ذکر سے پہلے جھلس رہی تھی فضا
ذرا سی دیر میں موسم بدل گیا کیسا

کیا ہے رہ گذر کہکشاں سے کس نے سفر
فلک کی گود میں روشن ہے نقش پا کیسا

دیار سرور دیں کی جو بات ہوتی ہے
چہکتا رہتا ہے دل عندلیب سا کیسا

جسے حصار حفاظت نبی کا حاصل ہو
اُس آئنے کا کسی طور ٹوٹنا کیسا

گلوں کے ڈھیر لگے ہوں قدم قدم جیسے
مہک رہا ہے مدینے کا راستہ کیسا

مثال میں کوئی گلزار خلد بھی تو نہیں
بتاؤں کیسے ہے دربار مصطفیٰ کیسا

حصار اسم گرامی مصطفیٰ جو ملا
تو آندھیوں میں بھی جلتا رہا دیا کیسا

حضور اشارۂ ابرو اگر نہ فرمائیں
کسی بھی حال میں سورج کا ڈوبنا کیسا

اثر مدینے کی مٹی کا تم نے دیکھ لیا
اک ایک زخم بدن کا ہَوا ہوا کیسا

پلک جھپکتے ہی منزل سے ہم کنار ہوئے
نبی کا نام بھی یاور ہے ناخدا کیسا

یاور وارثی عزیزی نوّابی (کان پور)

مصطفیٰ پر ہیں فدا سب خشک و تر؟ ہاں اور کیا
سجدہ کرتے ہیں انہیں سارے شجر؟ ہاں اور کیا

کیا یہ سچ ہے دن میں سورج ان کا در چوما کرے
رات میں نعتیں پڑھے بزم قمر؟ ہاں اور کیا

بس درودوں کے دیے ہر طاق پر رکھتا چلوں
خود چمک جائے گا قسمت کا کھنڈر؟ ہاں اور کیا

ابر ان کے واسطے دن رات ہیں محو کرم
ان کے صدقے شاخ تر ہے شاخ تر؟ ہاں اور کیا

دھڑکنیں ان کے قدم رکھنے اٹھانے کی صدا
دل جسے کہتے ہیں وہ ان کا ہے گھر؟ ہاں اور کیا

ملکیت ان کی خلائے بیکراں کی وسعتیں
ہیں وہی خشکی تری کے تاجور؟ ہاں اور کیا

وہ حبیب کبریا کا تاج ہے جن کے لیے
ہیں وہی بدرالدجیٰ، خیرِ بشر؟ ہاں اور کیا

ساعتوں کے قافلے اذن سفر کے منتظر
خم جبین وقت ہے دہلیز پر؟ ہاں اور کیا

رات دن لکھتا رہا اشکوں سے یاور ان کا نام
آگیا بس نعت گوئی کا ہنر؟ ہاں اور کیا

دبستانِ نوابیہ عزیزیہ
www.dabistanenawwabiya.com
dabistanenawwabiya@gmail.com

دبستانِ نوابیہ عزیزیہ پبلیکیشنز
کی مطبوعات

نمبر شمار	نام کتاب	نام شاعر	قیمت
1	مطلعِ نور (مجموعۂ نعت ومناقب)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	250
2	موجِ کرم (مجموعۂ نعت ومناقب)	شمائلہ صدف عزیزی نوابی	150
3	ثنا کی نکہتیں (مجموعۂ نعت برزمین غالب)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
4	حریم نعت (مجموعۂ نعت)	یاور وارثی عزیزی نوابی	300
5	رحمت تمام (دیوانِ نعت)	حبیب سرور عزیزی نوابی	200
6	حرفِ مدحت (مجموعۂ نعت)	طفیل احمد مصباحی	150
7	جوئے ثنا (مجموعۂ نعت ومناقب)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	150
8	حدیقۂ رنگ (مجموعۂ مناقب)	یاور وارثی عزیزی نوابی	200
9	مرکزِ نور (مجموعۂ نعت)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	150
10	مناقب الاخیار (درشان اہلبیت)	شمائلہ صدف عزیزی نوابی	150
11	بامِ ایجاب (مجموعۂ نعت ومناقب)	سید محمد مجیب الحسن نوابی عزیزی	200
12	دریچۂ نور (مجموعۂ نعت)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
13	سورج نکلا ہے (نعتیہ ہائیکو)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	100
14	نعتوں کے دیے (مجموعۂ نعوت برزمین میر تقی میر)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	150
15	سبیلِ مودت (مجموعۂ مناقب)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	250
16	ایاک نعبد و ایاک نستعین (مجموعۂ حمد ومناجات)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
17	پسِ اعترافِ سخن (مجموعۂ مضامین)	مرتبین قاری اخلاق احمد، عطاء الدین عزیزی نوابی	200
18	سخن در سخن (مجموعۂ مضامین)	مرتب سید محمد مجیب الحسن نوابی عزیزی	250
19	ذوقِ مدحت (مجموعۂ نعت)	قاری اخلاق فتحپوری	150
20	جوئے ثنا ہندی (مجموعۂ نعت ومناقب	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	150
21	مناقب الاخیار ہندی (درشان اہلبیت)	شمائلہ صدف عزیزی نوابی	150
22	شب چراغ (مجموعۂ غزلیات)	یاور وارثی عزیزی نوابی	200
23	اثاثہ (مجموعات نعوت)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	500
24	حضرت نور کی نعت گوئی (مجموعۂ مضامین)	مرتبہ شمائلہ صدف عزیزی نوابی	180
25	میزابِ سخن (انتخابِ کلامِ نور) Pocket Size	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	25
26	چالیس احادیث قدسیہ	طفیل احمد مصباحی	75
27	مژدۂ رحمت (سلسلۂ نوابیہ عزیزیہ کے چند شعرا کا نعتیہ انتخاب)	مرتب سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	150
28	مژدۂ رحمت (سلسلۂ نوابیہ عزیزیہ کے چند شعرا کا نعتیہ انتخاب) Pocket Size	مرتب سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	25
29	خلدِ عقیدت (مجموعۂ مناقب)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
30	چمن زارِ سخن (مجموعۂ کلام)	حبیب سرور عزیزی نوابی	300

31	شاخِ نوا (مجموعۂ غزلیات)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
32	آبجوئے کرم (مجموعۂ نعت و مناقب)	شمائلہ صدف عزیزی	200
33	عقیدت رنگ (مجموعۂ نعت و مناقب)	تمثیل زہرا عزیزی	150
34	مدحت کی کہکشاں (نعوت بر زمین خواجہ میر درد)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
35	ابر نوازش (تضمینات بر کلام نور)	یاور وارثی عزیزی نوابی	150
36	میزابِ سخن ہندی (انتخاب کلامِ نور) Pocket Size	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	25
37	بادِ صبا کی خوشبو (شعری مجموعہ)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
38	برگِ سحر (شعری مجموعہ)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
39	جوئے گہر (شعری مجموعہ)	یاور وارثی عزیزی نوابی	300
40	انعطاف (مجموعۂ مضامین)	مرتب سید محمد مجیب الحسن نوابی عزیزی	400
41	ارادت (مجموعۂ مناقب)	یاور وارثی عزیزی نوابی	250
42	ساحلِ توجہ پر (مجموعۂ غزلیات)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	250
43	ثبات (تنقیدی مضامین)	یاور وارثی عزیزی نوابی	400
44	تحرک (مجموعۂ غزلیات)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	300
45	سُراغ (مجموعۂ غزلیات)	سید اسد اللہ قادری	250
46	تفرید (مجموعۂ غزلیات)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
47	رباعیاتِ نور	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	300
48	اخلاق فتح پوری کی فکری جہات (مجموعۂ مضامین)	مرتب زیبا فاطمہ عزیزی	200
49	مشکوٰۃ (مجموعۂ نعت)	سید اعجاز حسین عاجز	350
50	سخن زار (مجموعۂ غزلیات)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
51	حرفِ یقیں (مجموعۂ مضامین)	مرتب سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	350
52	خانقاہ نوابیہ عزیزیہ میں شعری روایت	شمائلہ صدف عزیزی نوابی	350
53	نقوشِ ولا (مجموعۂ مناقب)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
54	قندیل (مجموعۂ نعت)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	200
55	انعکاس (مجموعۂ مضامین)	یاور وارثی عزیزی نوابی	250
56	تحیت (مجموعۂ نعت مناقب)	یاور وارثی عزیزی نوابی	250
57	سبز حروف (مجموعۂ غزلیات)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	300
58	خواب زار (شعری مجموعہ)	سید محمد مجیب الحسن نوابی عزیزی	250
59	غزلیاتِ نور (کلیاتِ غزل)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	1000
60	نعت نبی کے پھول (نعوت بر زمین مومن خاں مومن)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	300
61	متاعِ حرف و نوا (مجموعۂ نعت)	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	300
62	تمدیح متفرق شعرائے عظام کا نعتیہ انتخاب	مرتب سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	350

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ نوابیہ قاضی پور شریف

پوسٹ منڈوہ، تحصیل کھاگا، ضلع فتحپور ہسوہ، یوپی (انڈیا) - 212653

برائے رابطہ

9415494492 - 9726880001

9426268823 - 8866222412

8793540309